

حاضرات ارواح

رئیس امر و ہوی

حاضرات ارواح

ریکس امر و ہوی

حاضراتِ ارواح

حصہ اول۔ دوم (محل)

مرچو

رئیس امر وہوی

اے مالکِ کل میرے والدین پر رحم فرما۔۔۔۔۔ آمین

ویکم بک پورٹ

اردو بازار کراچی، پاکستان

فہرست

ہماری قلمی جہاز ”دیگم یک پورٹ“ محفوظ ہے
اس کتاب کے کسی بھی حصے کی ذمہ داری ہمیں نہیں ہے
کیونکہ ہم نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔
قاری عزیز! دعا ہے

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
42	کشف قیود	05	قرآن اول
43	زنگی کا عذاب	14	روحیت کا مذہب
44	موجودہ تالارِ ادب	17	عقاب سرخ
45	قبرستان میں	19	میلیم شپ
47	ہمیں ہر جہد	20	دعائی کی تعلیم
49	پیشانی کی	21	پیراشادہ
53	ارٹان دھاکہ	23	آگرہ کا قلعہ
54	سماں کو خاتون	25	آسمان کی سیر
52	دھبے میں	26	چنگ
59	روح کے شاعر	28	شیخ رانی کے بزرگ
62	خوشی کے درد	31	دارا جان مرحوم
66	دیکھنا ہمارے	33	تاریخ المعاد
70	مرد کے انسانی علاج	33	عقل کی اہمیت
72	دھڑکیاں	34	ایک سال قبل
73	سواری اور سوار	36	غیر معمولی قوتیں
75	عبدالحکیم مرحوم	37	نور اور غم
77	نیت ناک چمک	38	دعا اور شفاء
78	نیکو کھدو	40	تذکرہ غم

اشاعت : اکتوبر 2013ء
اتحاد : قزوینی
پیرنگ : دانش گاہ
قیمت : 450/- روپے

مرچو

اے مالکِ کل میرے والدین پر رحم فرما آمین

دیگم یک پورٹ

میں اردو بازار کراچی، پاکستان

فون : 021-32639581-32633151

فکس : 021-32638068

ای میل : welbooks@hotmail.com

web@welbooks.com

www.welbooks.com

131	کس قدر حیرت	83	ان دیکھا گام
132	ہالی کی روح	85	عقل کا کرب
134	سارنگ	90	بلوچستان کا تھیل
136	طبعی حراست	92	ان کا لوط کا مشاہدہ
138	چند کلیات	95	عراقی العادات
140	ہرچ اور ہر کرے	96	حرف آخر
142	آزاد نگاری		حصہ دوم
144	17 جنوری 74ء	99	عراقی العادات کسی مظاہر
146	سرمد علی کا تھیل	100	موتوں کی حیثیت
147	ادراک اور اسے محاس	101	شہادت کی کتابی
149	غیبی روح	104	حاضرات کے مظاہر
150	مخاطب کے خیالات میں	106	اجسام بدلنا
152	شکوہ شہادت	107	ارواح عقلی کے کثرت
153	کی بات؟	107	عقلیات روحانی
155	حاضرات کو	110	طواریک
163	بھلی مانی	111	آئینہ واقعات
163	شام کو	112	فلسفہ شاعر
164	آقا خان مراد علی	114	روحانی رسالت
165	انجمن معرفت ارواح	118	ایک روح سے رسالت
168	مسئلہ ترقی پذیر	122	پانچ سو کے حلقہ تجربہ
169	سوانح کی گفتگو	126	روحانی بحث
170	آج آف دی ورلڈ	130	معصیت کی طرف سے شری

حرف اول

حاضرات ارواح کیسے کہتے ہیں؟

حاضرات ارواح کہتے ہیں 'روحوں کو طلب کر کے ان سے تحریر یا تقریر کے ذریعے سوال و جواب کرنا۔ حاضرات ارواح کا عمل آج سے نہیں شعور انسانی کے آغاز سے رائج ہے لیکن حاضرات ارواح کے عمل کی حقیقت ماہیت اور نوعیت اب تک واضح نہیں۔ انہوں نے عمل اور تحقیق کا مدار اس غیب پر ہے اور حواس ظہر صرف ان حقیقتوں کا ادراک کر سکتے ہیں جنہیں حواس کیا جاسکتا ہے خواہ وہ احساس آگم کے ذریعے ہو یا کان کے ذریعے ہم چھو کر دیکھیں یا سونگہ کر سکیں۔ حاضرات ارواح کا مطالعہ بھی ایسا ہی ہے۔ اس کے ذریعے روحانیت کی حقیقتوں میں سائنس بنانے پر پرماتماں مظاہر (بلور مشال حاضرات ارواح) کی حقیقتات ہورہی ہے لیکن پاکستان میں یہ علمی موضوع اب تک اہم کے لحاظوں میں لیتا ہوا ہے۔ دنیا میں عارفی العادات مظاہرہ کی حقیقتات کا سب سے بڑا ادارہ The Society For Psychical Research (P.S.R) ہے جس کی رکنیت کا شرف مجھے بھی حاصل ہے۔ ذمہ فکر کتاب میں میں نے دو کوئی روحانی کیا ہے کہ نظریے کی صداقت پر اصرار۔ جو حضرات نفسیات و ماہرہ انسانیات کے موضوع پر میرے مطالعین کا مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ انہیں علم ہے کہ میں روحیت (Psychicism) کا طالب علم ہوں چنانچہ وہ اس سلسلے میں برابر مجھے اپنے مشاہدات و تجربات اور خیالات سے مطلع کرتے رہتے ہیں۔ اس خدا و کتابت کی نوعیت بالکل نئی ہوتی ہے۔ میں نے

قبر کے اس پار جو دنیا آ بار ہے اس کے بارے میں صحیح معلومات نہیں قبر میں جا کر ہی ہوں گی۔ زیرِ نظر مجسمے میں جو واقعات جمع کیے گئے ہیں ان پر آپ کو یقین آئے یا نہ آئے یہ اور بات ہے۔ البتہ اس امر کا یقین رکھیں کہ میں نے ہزاروں خطوط میں صرف انہی خطوں کے اقتباسات اپنے تبصرے کے ساتھ پیش کیے ہیں جن کے اقتدارِ فکر کی حقیقت پندگی میں میں خود واقف تھا اور جن سے پہلے کافی تحریری بحث و جرح کر چکا تھا۔ انہوں کی مجلسِ حقیقتات نفسی یا (S.P.R) یعنی ادب کے درمیان رہ کر روئی محاسنات کی چھان بین کرتی ہے۔ یہاں کا سلسلہ طریق کار ہے۔ ہر ملاحظہ کرنے والی کی یہ ہے کہ کائنات لا انتہا غائب سے گزر رہا ہے۔ ان کا کائناتی تجربوں یا تجاربہ فرہیں میں ہرگز یہ امکان موجود ہے کہ اسی کائنات کی طرح ایک ذاتی یا روحانی کائنات بھی موجود ہے کہ تم کہہ رہے ہو کہ (نفسیات اور طبیات دونوں) کا رُخ اسی طرف ہے۔ پہلے دارے کو صرف آخر سمجھا جاتا تھا لیکن اب سائنس نے دارے کی تقریبی حد چل دی ہے اور خود دارے کی اصلیت اور حقیقت بھی میں پڑ گئی ہے۔ خبر یہ ایک اور بحث ہے جس کا معاشرت اور ادب سے کوئی تعلق نہیں۔

کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اسے دو اہمیات و خرافات کہہ کر روئی کی نوکری میں بھی پھینک سکتے ہیں۔ البتہ اگر آپ اس کتاب کو لیں جس کی طرف معاشرت اور ادب کے مابین ایک بڑا فرق و فاصلہ ہے۔ آپ کے بارے میں بار بار اشارے کئے گئے ہیں کہ میں اپنی تجویز و خیر و شر کے بارے میں ہم ہمارے درجوں سے رابطہ کیا کرتا مناسب ہے کہ آپ خود اس بارے میں عمل کرنا کہ ہمیں بہر حال میری تمام خدمات آپ کے لئے حاضر ہیں۔ میں نے خود بھی معاشرت اور ادب کی مجالس میں حصہ لیا ہے۔ میرے زیرِ نظر ان بہت سے دوستوں نے معاشرت اور ادب کا عمل کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ پیشِ نظر مجسمے میں چار ٹکٹ (تین معاشرت اور ادب کا جائزہ اور خود کا تجربہ کار بار ہرگز کرنا کیا گیا ہے۔ میڈیم شپ پر بھی مناسب گفتگو کی گئی ہے۔ یہ خودی یا استغرفی کیفیت کی اہمیت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ معاشرت اور ادب کا عمل شروع کرنے سے قبل ان تمام مسئلوں سے مکمل واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہ بھی عرض کر دوں کہ اس قسم کے عجیب اور جدید اوضاعِ تعلیمات کی وادی

میں کسی رہبر کے بغیر قدم رکھنا اپنے کو جسمانی نہیں تو ذاتی خطرات میں ضرور جکڑا کر دیتا ہے۔ مناسب ہے کہ معاشرت اور ادب کا عمل شروع کرنے سے قبل کسی تجربہ کار اور حقیقت پسند شخص کو اپنا رہبر بنائیں اور اس کے بعد دونوں (یا دونوں ہی) اسے رابطہ بنے کر نے کی کوشش کریں۔ معاشرت اور ادب سے عمل میں حصہ لینے کے لئے خاص قسم کی صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔ مثلاً شہیدِ حسانت، نفس کی روشنی، استعداد و حلاج کی روحانی ساخت اور دونوں میں کا کلک ہونا تو یہ صلاحیتیں ہر شخص میں پائی جاتی ہیں کسی میں عیاں کسی میں نہیں البتہ جو لوگ سائنس کی حقیقتیں بارگاہِ حق کو مکمل اور مراقبہ فیروزہ کرتے ہیں انہیں مکمل معاشرت اور ادب میں لائیاں اور بعض واقعات حیران کن کہ سامنے آتے ہیں ہوتی ہے۔ میں نے اپنی تصانیف میں ان تمام مشقوں پر تفصیلی بحث کی ہے۔ مثلاً "سائنس بھی آہستہ آہستہ" اس انکسائس پر اپنا نام اور سائنس کی دوسری مشقوں کے فوائد اور دیکھ کر اثرات پر بحث کی گئی ہے اور اس سلسلے میں متعدد حضرات کے تجربات و تاثرات اور مشاہدات پیش کئے گئے ہیں۔

اور کچھ ذہنی یا عقلی مشقوں مثلاً جمع و جمع، ممانہ و ممانہ، یعنی اور تفصیل و فیروزہ پر توجہات کے مضامین میں بحث کی گئی ہے۔ اس سلسلے کی چوتھی کتاب "مراقبہ اور پانچویں کتاب چنانچہ ہے۔ در حقیقت میں میں نے اس میں خاصا حصہ اور سلسلے کی ایک کتاب لکھی ہے۔ یہ کتاب کی طبیعت مستقل ہے۔ یہ سزا دینے پر مجبور ہے جس معاشرت اور ادب کے تمام ضروری علم اور کی چیزوں پر گفتگو کی ہے، تمام مباحثات کے تمام مباحث پر لوگوں کی آگاہی کے لئے اس سلسلے کی تمام کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ معاشرت اور ادب کے بعد، جہات و آسیب زدگی، جادو، علمی و فنی اور دیگر امور و امور کے موضوعات پر مستقل تصانیف پیش کی جائیں گی۔ انکسائس

دیکھیں امر دھرمی (10 مارچ 1974ء)

مشہور و معروف امریکی جرنل "نیوز ویک" نے اپنی 9 اکتوبر 1967ء کی اشاعت میں "ری لیجن" کے تحت ایک مضمون شائع کیا تھا جس کا عنوان تھا "میڈیم کے ذریعے" اس مضمون میں حضراتِ ارواح کی ایک مجلس کی روداد چھاپی گئی تھی اس کا خلاصہ سن لیجئے مگر نہیں۔ تجربے۔ سب سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ حضراتِ ارواح کی مجلس کیسے کہتے ہیں اور میڈیم کس چیز کا نام ہے؟ حضراتِ ارواح کی مجلس یا مشائخ کا عام طریقہ یہ ہے کہ اس پر کچل لازم سے دیکھی رکتے والے حضرات کسی خاموش اور نیم جاگ رہ کر سے میں گول میز کے کرکسوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ ہر شخص کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس طرح ہاتھوں کا ایک دائرہ قائم ہوتا ہے اور میڈیم کچل لازم یا مشائخ کا ایک دائرہ قائم ہوتا ہے۔ ہر شخص کچل لازم یا حضراتِ ارواح کے شرکاء کا بیان ہے کہ اس طرح ہاتھوں کے ذریعے اہل مجلس کے درمیان برقی حلقہ بنی تو ان کی کمر اور دائرہ اہل مجلس میں دوڑنے لگتا ہے۔ برقی حلقہ بنی تو ان کی کمر دوڑوں سے متعلق پیدا کرنے کے سلسلے میں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ نیم تاریک اصناف و پاکیزہ اور پرسکون کمرے میں گول میز کے گرد ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیٹھنے والے لوگ لازم و غیر لازم لیجئے میں مذہبی گیت اور سنا جاتے گاتے ہیں۔ کسی روح کی آدھی اطلاع مع مختلف طریقوں سے دی جاتی ہے یا تو میر کو کہتے ہیں یا تو آواز آتی ہے یا روشنی دکھائی دیتی ہے یا آواز سنائی دے جاتی ہے یا اس کے ذریعے کوئی کلمہ پڑھ کر حرکت میں آجاتی ہے۔ روحوں سے اس وجہ سے کہ بہت سے طریقے دیئے جاتے ہیں عام اور یونہی طریقے یہ ہیں کہ اہل مجلس میں سے کسی شخص پر ہلکا سے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ بے خودی کی کیفیت طاری ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس شخص کے دماغ اور اعصاب پر کمزور کوئی بار ہو جاتی (روح کا مرضی طور پر تلبیس ہوگی ہے اور وہ اہل مجلس سے سلام و دعا پر آمادہ ہے۔ جس شخص پر بے خودی کی کیفیت طاری ہوتی ہے اسے حضراتِ ارواح کی اصطلاح میں معمول، میڈیم یا میڈیم کہتے ہیں یعنی حضراتِ مجلس اور عالم ارواح کے درمیان درجہ قطعیت پیدا کرنے والی کڑی۔

اس پر کچل لازم (SPIRITUALISM) کا ترجمہ عام طور پر روحانیت کیا جاتا ہے۔ آسانی کی غرض سے ہم اس موقع پر روحانیت کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں مگر سچی بات یہ ہے کہ سچی

روحانیت ان باہر اشیائی شعبہ و ازموں اور حقائقِ عبارت کرشہ را عجیل سے بالکل مختلف چیز ہے۔ اس دونوں میں زمین و آسمان کا فرق پلایا جاتا ہے۔ کہاں روحانیت کہاں سچ پچل لازم (مطربی اصطلاح میں)۔

چراغِ مرد و کمالِ شیخ آفتاب کیا

ہاں تو آپ سمجھ گئے کہ حضراتِ ارواح کی مجلس کے اتفاق کا طریقہ کیا ہے؟ خاموش کمرہ پر سکون ماحول، حضراتِ کچل لازم یا مجلس کی طرف مرکوز۔ ہر شخص کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں۔ ہاتھوں کی دائرہ اور دائرہ بننے کے ذریعے اہل مجلس کی ہر طرحی قوت سرکٹ میں دوڑنے لگتی ہے۔ رنگ یک زبان اور ہم آواز اور کمرہ و اجاہات کے گیت گاتے اور دعا میں کرتے ہیں۔ روح کی حاضری کی اطلاع یا اشاروں کے ذریعے دی جاتی ہے یا کسی شخص پر اشتقاق کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ یہ شخص میڈیم یا وسیط (معمول) کہلاتا ہے۔ وسیط یا واسطہ بننے کی سب سے زیادہ صلاحیت عورتوں میں پائی جاتی ہے کیونکہ وہ اپنے ذہن کا احساس اور شدت جذبات کے سبب غیر معمولی طور پر اپنے ہر شے کا احساس اور تجربے کی قوت سے لبریز ہوتی ہیں۔ آج عہد میں جس سلسلے کو اس پر کچل لازم کہتے ہیں اس کا سلسلہ ایک سو سال قبل 1863ء میں امریکہ سے شروع ہوا تھا اور فاکس سوسائٹی کی سب سے پہلی معمول میں۔ بہت کم مرد چلے جاتے جن میں میڈیم شپ کی اہلی صلاحیت سمجھو۔ اور یہ ذہنی افراد اور متحرک افراد کی بہت اور خراب کلمہ یا اشارہ دے رہے ہیں والے مرد بھی متحرک اور باخفا سے اس شخص میڈیم جارت ہو سکتے ہیں۔ حضراتِ ارواح کی مجلس میں میڈیم کے ذریعے روحوں سے بات چیت ہوتی ہے اس بات چیت کو ایک تجربہ کار روح کنٹرول کرتی ہے، جسے سچ پر کچل لازم یا روحانیت کنٹرول یا نامدار روح کہتے ہیں۔ میڈیم یا میڈیم کے ذریعے کسی روح سے گفتگو کی غرض کی جاتی ہے تو اس روح کا گائیڈ (رہنما) اپنی وساطت سے گفتگو کرتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ روح سے بات چیت کرنے کے لئے دو واسطے درکار ہوتے ہیں ایک تو وہ شخص جس پر بے خودی کی کیفیت طاری ہے۔ دوسری وہ رہنما روح جو اس پر کچل لازم یا گائیڈ کہلاتی ہے۔ ہاتھوں مطلوبہ روح سے سوال و جواب کا گائیڈی کے ذریعے ہوتے ہیں

لیکن یہ کوئی ضروری نہیں۔ بعض اوقات مطلوب روح گائیڈ کے بغیر سوال و جواب کرنے لگتی ہے۔
 روجوں سے سوال و جواب کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب میڈیم پر حالت ہے خودی
 ظاہری ہوتی ہے تو اس کے ہاتھ میں قلم یا قلم ڈیجے ہیں اور وہ بے لگانہ کافہ پر سوالات کے
 جواب لکھ شروع کرتا ہے اس طریقے کو ٹویک رائٹنگ کہتے ہیں۔ ہم نشانیان طالع کے سلسلے
 میں بھی یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ آج بہت سے حضرات اس طریقے پر عمل کر رہے ہیں اور
 اپنے مقصد میں کامیاب ہیں۔ خود کار تحریر (آٹو ٹیک رائٹنگ) کے ذریعے کس انسانی کی تہوں
 میں چھپیں ہوئی اور وہی ہوئی بہت سی باتیں آشکار ہوا دہائیں ہند میں مدے ذاتی حادثے اور گئے
 ہوئے جذبات خود بخود دشواری حل پر آ جاتے ہیں۔ عالم ارواح سے تعلق پیدا کرنے کے لئے اور
 بہت سے طریقے ایجاد کئے گئے ہیں۔ مثلاً کول ہیز یا کول ہیز ختمے پر الف سے ی تک تمام حروف
 ایک دائرے کی شکل میں چسپاں کر دیے جاتے ہیں۔ پہلے ان حروف کو سونے قلم سے کافہ پر لکھا
 جاتا ہے پھر چھٹی سے آگ اب تک کا کوہر کم یا کمپنی سے کولائی میں چکا دیا جاتا ہے۔ کول ختمے
 کے بیچ یعنی حروف کے وسط میں شیشے یا پلاسٹک کا بالکا یا گلاس جڑا سانی سے حرکت میں آ جائے
 آلا کر کے دکھ دیتے ہیں۔ آگ لے کر اس کے چپڑے پر دو آئینے دی یا اپنی ایک ایک یا دو آئینوں
 نہایت نری آئینا سجھایا اور آئینوں کے درمیان میں کول ختمے کو رکھ کر حرکت میں لگایا جائے
 ہے۔ اس کے بعد ان کی تمام تر حرکت اور تہوں اس روح کی طرف مرکوز کر دی جاتی ہے جس کو جانا
 مقصود ہو۔ گلاس حرکت میں آ جاتا ہے۔ مثلاً روح کو یہ ظاہر ہے کہ میرا نام رکھ ہے۔ تو گلاس
 پہلے "و" کی طرف حرکت کرے گا پھر "ی" کی طرف اور پھر "س" کی طرف۔ اس طریقے کو رکھ کا لفظ
 کہ جاتے۔

حضرت جوش ملیح آبادی مدت تک اس قسم کے تجربے کر چکے ہیں۔ انہوں نے جوش خود سر یہ
 "مقابلہ اعلیٰ مہتمم سلطان اور نجات" کے کن ہزاروں کی روجوں سے سوال و جواب کئے تھے
 اور اس کی تفصیل ایک رخصت میں درج کر چکی تھی۔ میں نے جوش صاحب سے استعاضا کی کہ یہ رخصت
 مجھے بھی دکھادیں۔ فرمائے گئے وہ صاحب محمود دہا جھ سے یہ رخصت نامک کر لے گئے تھے اس

کے بعد اس کا کوئی پتہ چلا حال ہی میں جناب قدرت اللہ شہاب (بیکری وزارت تعلیمات)
 نے جاننا کیا کہ جب وہ پانڈت میں پاکستان کے سفر کی حیثیت سے چین تھے تو انہوں نے حضرات
 ارواح کی مجلس اور لکچر کا گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا اور وہ اس کی صداقت کے قائل اور معترف
 ہو کر وہاں سے واپس چلے گئے۔ شہاب صاحب کے بیان کے مطابق پانڈت میں "کمال ارواح
 "کائنات سائنس کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اس سلسلے میں اہم اور حیرت انگیز تجربات کئے گئے ہیں
 ۔ انگلستان کی مشہور دوسروں (Society For Physical Research) مختلف
 (S.P.R) نوے سے اکیسواں صدی سے حضرات ارواح کے سلسلے میں خود کار تحریر (آٹو ٹیک
 رائٹنگ) کے ذریعے غیر معمولی سائنسی محنت و صداقت کے ساتھ پربانی تجربات میں مصروف
 ہے۔

جناب تہرہ امالیہ ویکٹ مدد راولپنڈی ہار ایسوسی ایشن نے جواب خود عالم ارواح کے پاس
 ہی پچھے ہیں مجھے مشورہ دیا تھا کہ پاکستان میں سائنسی بنیاد پر روحانیت (دینی مغربی طرز کا
 اہم پر کم مراد ہے) کے تجربات شروع کئے جائیں۔ مرحوم جس مال سے اس علمی تحریک کا مطالعہ
 کر رہے تھے اور انہیں یقین تھا کہ علمی ذرائع اختیار کر کے مردوں سے سوال و جواب کئے جاسکتے
 ہیں۔ مثلاً (نومبر 1966ء) میں جس صاحب نے حضرات ارواح کی کمال اور ہندوستانی کی ہے
 اسے دہرائے کی ضرورت نہیں۔ پھر ہے کہ مرانے پچھے کے تجربات کی طرف توجہ دیں۔

م۔ (سپیکٹ) اپنے 18 اگست 1972ء میں لکھے ہیں کہ

السلام علیکم۔ میرے ایک واقف کار کے پاس چھوٹی سی تپالی ہے یہ بارہ انچ اونچی ہوئی۔ ہم
 اس تپالی کو گھر لائے۔ پاک بیک ٹین آ دیوں نے آئے کھل کے ساتھ تپالی پر ہاتھ رکھ دیا اور سورہ
 فاتحہ پڑھ کر چونک رہی۔ پھر ایک شخص نے کہا کہ اس طرف سے کوئی روح گزردی ہو تو اپنی
 موجودگی سے تپالی کی حرکت کے ذریعے اطلاع دے فوراً تپالی کی ایک ٹانگ اٹھ گئی۔ سوال
 و جواب کا طریقہ یہ ہے کہ کیا ہے کہ تپالی کے تینوں پاؤں کی حرکت کو جواب لکھا جاتا ہے۔ مثلاً
 روح ایک ہے یا دو۔ مرد ہے یا عورت۔ جوان ہے یا بچہ۔ رشتہ دار ہے یا غیر۔ ہر پائے کے اٹھنے کو

ایک جواب تصور کر لیا جاتا ہے۔ اس طرح تپائی کی تلف مرکوز سے ہم روح سے جوابات حاصل کرتے رہتے ہیں ایک روز ہماری خواہش کے بغیر والد مرحوم کی روح آگئی اور بہت دیر تک تپائی کی حرکت کے ذریعے سے مخاطب رہی۔ ہم نے والد مرحوم کی روح سے پوچھا کہ کیا آپ والد مرحوم کی روح کو جانتے ہیں۔

انہی بات میں جواب ملا۔ اور دوسرے روز والد مرحوم کی روح نے تپائی کی حرکت کے ذریعے اپنی آدھ کی اطلاع دی۔ ہم یہی کہی روح کو طلب کرنے سے قبل سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں لیکن کسی مرتبہ ایسا ہوا کہ بغیر کچھ پڑھتے ہی تپائی فضا میں بلند ہوئی۔ تپائی کے ذریعے ہمیں اس کے بارے میں جو سوالات کئے جاتے ہیں وہ بالعموم درست ثابت ہوتے ہیں لیکن یہ یوں کہہ سکتا ہے کہ مستقبل کے بارے میں بھی روح کے جوابات صحیح اور درست ہیں۔ ہمارے سامنے میں ایک لاکھ مرگیا تھا۔ خیال یہ تھا کہ اسے کسی رشتہ دار نے زہر دیا مگر مارے حصول لاکے کی وجہ والدہ اور بہن کی درخواست پر ہم نے روح کو بلا یا۔ اس نے تصدیق کی کہ مجھے زہر دیا گیا تھا۔ روح سے کہا گیا کہ اپنا والدہ کے پاس جاؤ۔ جتین فرمائیں تپائی نے از خود بڑے حدت کا کام لے لیا اور حصول لاکے کی والدہ کے پاس جا کر غمگین ہو چلا۔ اس نے صوفی بننے کی باتیں تپائی کو کچھ سے لگا لیا۔ اس کے بعد وہ تپائی کی روح کے لئے ایک خاص مکان بنائی۔ جسے وہ تپائی کی روح کے لئے ایک خاص مکان بنا دیا۔ میرا لاکھ فیروز آباد ہوا۔ میں شریک تھے۔ کئی عینوں کے ہاتھ تپائی پر گئے تھے ایک روح حاضر ہوئی۔ (تپائی کو حرکت ہوئی) روح کی آدھ کی علامت لیا ہے) سوال کیا گیا کہ تم ٹیکہ ہو یا نہ۔ جواب ملا کہ جرحہ فیروز آباد سے لیا گیا تھا۔

یقیناً جانے تپائی کسی نیچیا اشارے سے آئے ہوئے کسی عیب روح سے کوئی سوال یا خواہش کر لی ہوئی ہے تو خود بخود تپائی کی کوئی ہلکا آواز جاتی ہے۔ ان صاحب نے تپائی (تین پاؤں کی میز) کے ذریعے ماہر ماہر ارواح کی تجزیات کیں تھیں ہیں۔ ان سے قلع نظر کرتا ہوں۔ اس مسئلے میں ماہر ماہر ارواح کی چند چیزیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ روح کو جانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک دو تین یا زیادہ آدمیوں کے ہاتھ تپائی پر رکھے ہوں۔ ہاتھ رکھنے بغیر تپائی

متحرک نہیں ہوتی۔ اگر یہ یوں کہ تپائی ہاتھ رکھنے بغیر حرکت میں نہ آئے۔ کیا مطلوب روح مجاز گلاس یا کسی اور نے (Object) پر براہ راست عمل نہیں کر سکتی۔ یا خود کار طور پر کچھ کرے۔ خود کار طور پر کے لئے ضروری ہے کہ جسم کسی وسیلہ کے ہاتھ میں ہوا اور عمل کا استعمال کر کے اپنا پیام بھجوا سکے؟ جب تک ان سوالات کا حقیقی کھل جواب نہ ملے گا ہم ماہر ماہر ارواح کے عمل کو پوری طرح سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔ م۔ (سیالکوٹ) نے تپائی کے ذریعے روحوں سے سوال و جواب کئے۔ عام طور پر اس مقصد کے لئے پلانکٹ اور اوپا ہارڈ کو استعمال کرتے ہیں۔ وہ بھی ٹکڑی کے بجائے ہوتے ہوتے ہیں۔ روحوں سے سوال و جواب کا عام طریقہ یہی ہے لیکن بعض وسیلہ یا میڈیم جنسین (Sensitive) بھی کہا جاتا ہے۔ بغیر کسی وسالت کے اس پار کی قوتوں سے رابطہ قائم کر لیتے ہیں۔ علاوہ رخصت (کرائی) کے میری نگرانی میں ماہر ماہر ارواح کے تجربے کر رہی ہیں۔

اپنے عہد 7 جولائی 1972ء میں گفتگو کی کہ

30 جن کو جب میں نے اپنا مرحوم کی روح مبارک کو مخاطب کیا تو مخاطب کرتے ہی میں اس ہوا کہ میرے تمام جسم سے بے رنگ مادہ دھبہ رہا ہے اور اس کی پاس کی فضا بے حد سرد اور مصلط ہوتی ملی جا رہی ہے۔ یہ کیفیت کوئی دس منٹ تک محسوس ہوئی رہی۔ اور یہ مرحوم کی طرف توجہ کی تو محسوس ہوا کہ کھانسی کھانسی اور ماحولیاتی خیر خواہ میں اضافہ ہو گیا ہے۔ ہم میں نے اپنا مرحوم کو اپنے لئے پیدا کیا تھا۔ وہ کھانسی سے بے حد تڑپ رہے تھے۔ شاید ان کے کرب سے کھانسی دوسرے دھبہ میرے جسم میں داخل ہو رہی تھی جس میں ان کا پھر وہ بے حد روانی تھا۔ ہم انہوں پر مسکراہٹ جمی۔ کوئی تین چار منٹ دیر کی طرف دیکھتے رہے۔ مگر کوئی آدھ گھنٹہ نہیں آئی۔ ہم یہ جانتا جا چکے ہیں۔ تم نہیں کیا سمجھتی ہو۔ میں ان کے سوال کا مضمون نہ سمجھ سکی۔ دشمنی اس کی وضاحت نہ چاہی۔ کچھ کچھ میں نہیں آ رہا تھا۔ انہیں کیا جواب دیں۔ اس لئے خاموشی جمی۔ میری خاموشی کو دیکھ کر مرحوم نے وہ بارہ سوال کیا کہ

تم ہمیں کیا سمجھتی ہو؟

مجھے فوراً خیال آیا کہ آپ نے مجھے اپنی روحانی بیٹی بنایا ہے۔ تو اس اعتبار سے دوسرے روحانی

دادا ہوتے۔ میں نے انہیں یہی جواب دیا۔ وہ اس پر بے حد غصہ ہوئے اور میرے ہاتھ پر سے لٹکی اٹھ کر لڑے ہوئے۔ ہاں! اچھے سے لٹکی پکڑنا بہت اچھا آئندہ نے میرے سر پر بکھیرا۔ جبریت اس وقت ہوئی جب وہ مجھ سے چند قدم دور ہوتے ہی پیٹے کے لیے پھا گیا کی صورت اختیار کر گئے پھر فضا میں لٹکیں ہوتے ہی ایک بار پارے کی صورت میں جو بے حد روشن تھا اجڑا ہونے لگا۔ اس درختوں پارہ صاف سے لکڑی کی خٹائی جیسے دیر گزشتہ کی، پھر لٹکی ہوئی لکڑی کے ذریعے باہر نکلا گیا۔ ہر جگہ اس قدر نورانی، بزرگ اور شگفتہ تھی کہ میں اس سے دھشت یادداشت محسوس نہیں ہوتی۔ پھر صاف تیرو حقیقت کی مشقوں کے باعث دل اس قدر مضبوط ہو گیا ہے کہ جس قسم کے جرم کا ساگر مجھے حواس نہیں کرتے پھر میں اس قسم کے مشاہدات اور واقعات پر غور کرتی رہتی ہوں اور میرے خیال میں غور و فکر کرنے والے لوگ کسی گمراہی سے گھبرا نہیں کرتے۔

روحیت کا مذہب

جس چیز کو مغربی اصطلاح میں اسپیرٹیزم کہتے ہیں۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ اس کی ابتدا 1883ء میں امریکہ کی فاکس ہلز کے محلہ سے ہوئی تھی مگر یہ صرف شہدے بازی تھا۔ آخر معاشرت و تعلقات اور دیگر امور میں انسانیت کا مظاہرہ کرنے کی غرض سے مغربی دنیا نے اس کی تحقیق اور سائنس تجربات کا بنیادی کام لندن میں "سوسائٹی فار دی سٹڈی آف اسپیرٹیز" (انجمن تحقیقات مظاہرہ) نے 1882ء میں شروع کیا۔ یہ سلسلہ دنیا بھر میں پھیل چکا ہے اور شاید ہی کوئی ترقی پذیر علم درست ٹک لیا ہو جس میں ایسا مضامین (ہی اسٹائیڈی) کے نام سے ان موضوعات کی چھان بین نہ کی چاروی ہو فرنگی اسپیرٹیزم کے بارے میں محترم دوست، یٹن الاقرای شہرت رکھنے والے (Hand Analyst) ہر شہر کا بیان بہت سمجھتا اور اسے لکھتے ہیں کہ

امریکہ کی شہرہ آفاق معمول (Medium) ایٹن کیمرٹ نے اپنی زندگی میں "دی

یو ایس ایچ لٹریچر" نامی ایک ادارہ قائم کیا تھا جس ادارے کا دفتر "نیکسٹ ایئر" پر واقع تھا۔ اس ادارے میں روحیت، باہر اہلیات اور میڈیم شپ کے مطالعہ پر مختلف ماہرین جو اپنے میدان میں ماہر شہرت کے مالک تھے۔ تقریریں کرتے اور خطبات پڑھتے تھے۔ ان میں امریکہ کے پروفیسر ہارٹل ہارٹ، سویڈن کے آئی بی جوردنم ڈاکٹر آرمیج کوس، ڈاکٹر یاکے (H.I. URBAN) سینٹر لینڈ کے جین گیلور، ہالینڈ کے پروفیسر ایروڈ اور فرانس کے پال داسے قابل ذکر ہیں۔ اس ادارے کے زیر انتظام تعلیمات، طبی تعلیمات ہو تھیں۔ وہی دنیا سا چکا لٹریچر فاؤنڈیشن، انکارپوریشن کی طرف سے فردا (TOMARROW) کے نام سے ایک رسالہ بھی شائع ہوتا تھا جس ادارے کی شائع کی ہوئی کتابیں میں روحیت میں تصانیف کا بھرپور کئی ہیں۔ آج کل روحیت کی حیثیت مذہب کی سی ہے اور کروڑوں افراد اس کے ماننے والوں میں شامل ہیں۔ یہ نکتہ صاف ہو جانا چاہئے کہ روحیت کا کوئی تعلق مذہب سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ روایت سے سر پر یکا ہے۔ جیسے باہر یکا اور کرسے سے تسلیم ہی نہیں کرتا۔ روحیت کا تعلق یہ ہے کہ انسان کی حیثیت ایک روحانی وجود کی سی ہے۔ یعنی اصل میں وہ ایک روح ہے جس نے گوشت پوش کا لباس اوڑھ لیا ہے۔ انسانی شعور، وجدان اور مافوق فطرتی دماغ سے نہیں روح سے ہے۔ دماغ کی حیثیت ایک آلہ کی سی ہے جو روح کے بیچا کو نظر اور اس کے ہر کام کی عقل کرتا ہے۔ روحیت کے علم کے لیے پریکٹس کی اصطلاح استعمال کرنا مناسب نہیں ہے اس کے لئے (Psychics) کی اصطلاح مناسب ہے ہر وہ شخص جو غیر معمولی طور پر حساس ہوتا ہے روحی (پاراسائیک) کہلاتا ہے۔ روحیت یا سیم شپ کی اصطلاح میں موشی ہر شخص میں موجود ہے۔ بعض کے اندر قدرتی طور پر یہ صلاحیت آجاتی ہے۔ بعض کے غصہ میں کسی جذباتی حادثے کی بنا پر یہ قوت بیک بیک پیدا ہو جاتی ہے اور عام لوگوں کی اکثریت جو مختلف مشقوں اور مشقوں اور بجا چوں کے ذریعے اس جرم کا قوت کو روکنے کا راستہ لیتی ہے۔ ہر بشر فطرً قوت پر ہے کہ

انگلستان میں معاشرت اور ادب کا رواج عام ہے۔ متعدد رسالے اس حرکت کی اشاعت میں سرگرم ہیں مثلاً سائیکک ٹیوڈ ہلٹ، ڈوڈے، پیام پائوڈ اور ڈوڈن وغیرہ۔ اس سلسلے میں جرجس آ

مار کر عین سلطنت کی تہہ لگی کرتی ہے۔ پھر اس کی رادی لہری کا رفریکٹو درجہ اسے کوئی نظام دیتی ہے۔ کسی شے کا حادثے پر مبنی جتنی کرتی ہے اور کتنی ہے کہ وہ مدت اس کے ساتھ ہے اور اپنے روتی عالم میں اس کے لئے دست برد ہوا ہے اور اس کی اعانت کے لئے کشاں ہے۔ مار کر عین جگہ پر مبنی کرتی ہے۔ اس کی سرحد رادی روتی رہنما مقام سرخ کی رہنمائی میں معمول کی زبان سے پتی کو جواب دیتی ہے۔ "سندھ کے لئے کچھ تسکین دینا تو خیر ملاتی ہے عام طور پر جتنی نہیں کا اندازہ لیتا اس لئے والا ہوتا ہے۔ اس کے بعد معمول کی وسعت سے روحانی گائیڈ دوسرے سالوں کے جو بات دیتا اور دوسری روحان سے ملجاتا ہے پھر حضرات اور ح کی نشست ختم ہو جاتی ہے۔

پھر ایک مرتبہ اس طریقہ کار کی وضاحت کروں۔ یہ بات کچھ سمجھ کر باقی معمول سے ہونے لوگوں سے معمول کے درپے بات چیت و مراسلت ممکن ہے۔ میڈیکل معمول غیر معمول طور پر خاص ہوتا ہے۔ اس کی روٹی قہمیں پوری طرح بیان ہوئی ہیں اور ان قہم کی بنا پر وہ پیرائل مظاہر (مثلاً کئی روجوں سے سال و چراپ) کی نمائش پر کار ہوتا ہے جب معمول پر حال طاری ہو جاتا ہے تو اس کی ذہنی کی سطح بلند ہو جاتی ہے اور وہ مادہ و فکروں کو دیکھ اور واضحہ و آوازوں کو سن سکتا ہے۔ ہر انسان کا حقیقی ہونا ایسی حالت کی رہتا ہے۔ معمول پر جی جی مادی کی حالت طاری ہوتی ہے وہ اپنے روحانی گائیڈ کی اور راست گرائی میں آ جاتا ہے۔ کمال کیلئے گونا گوار اور اس میں معمول کی حیثیت ملتی فائون کے آئے کسی ہوتی ہے۔ ٹیلیوٹن کے درمیان رہتی جریں دھوکے کرنے کی حکمت ہوتے ہیں اور دوسرے سرے سے جہاں گائیڈ ہوتا ہے نظام بھیجے جاتے ہیں۔ گائیڈ پر کھانچا جاتا ہے وہ معمول کی زبان سے کہلاتا ہے جب آپ اپنے کسی مردہ دوست یا عزیز کی روح کو طلب کرتے ہیں تو گائیڈ سے درخواست کرتے ہیں کہ فلاں روح کو باوریا جائے۔ گائیڈ اسے آواز داتا ہے۔ اس پر اسے مسئلے میں معمول کوئی شخص نہیں لیتا اور صرف لاف و تہنیک کا کہتا ہوتا ہے۔ یعنی آپ کا سوال معمول کے اندر سے نڈر گائیڈ اور پھر مردے کی روح تک پہنچ جاتا ہے وہ گائیڈ یا مظلوم ہر درج کا جواب آپ معمول کی زبان سے دھول کر لیتے

مرجو
نیر

ہیں۔ معمول کے ہونے ضرور ہے ہیں مگر ان فلاں کے نہیں ہوتے۔ الفاظ دوسری دنیا کے ہوتے ہیں۔

میڈیکل شپ

بعض معمول روحانی علاج حساب لگا کر رہا کرتے ہیں۔ ان کا بھی روحانی دنیا میں ایک گائیڈ ہوتا ہے جب عرض معمول کے سامنے جھٹکتا ہے تو قوتی دھماکے پر یا اپنی وجدانی بصیرت سے کام لے کر معمول مرض کی نقیض کر لیتا ہے اور مانتا ہے کہ اس کا دایاں گرد و قراپ ہے اس کے جگر میں اختلاف ہے پہلے عرض کی نقیض کی جاتی ہے پھر دوا تجویز ہوتی ہے۔ روحانی علاجوں کی طرف صرف اپنے مرض اور اس کے سامنے جو عام طریقہ علاج سے کسی طرح صحت یاب نہیں ہونے یا کسی دلی مرض یا دھوکے میں آئے والی بیماری میں جڑ ہوتے ہیں۔ کئی مشہور معمول خاصہ یہ ہیں کہ ہال کوڑا لے کر پٹے پٹے ہیں اور جہد عام میں حاضرین تک روجوں کا چارم باغیچہ ہیں۔ وہ ہال سڑاگ ڈی ایک مشہور دھوکے چیک معمول تھا جو لندن کے مشہور ہال "ڈک دور" میں حاضر تہ اور اس کے عام مظاہرے کی کڑوا۔ دوسری جگہ کے زمانے میں ایک ایک جگہ ہنگی ملک جگہ ہر دن کو قہم کی جگہ میں ایک باب مالو غریب کا اس دنیا میں بھی چکا ہے جہاں کے پیدائش دھوکے کا تھا۔ اس کی ایک بہن کی بی بی خالقا (کھجور) بھی تھی۔ جہاں متعدد افراد کام کرتے تھے۔ وہ دن لاف سڑاگ ایک دھوکے کا تھا۔ یہاں انگشتان میں روایت کے معمولوں کو دوطرف کی تربیت دی جاتی ہے یا تو کسی ہوسر میں جگہ یا کسی خاص روحی ادارے میں کسی استاد کی گرائی میں سب سے شپ میں کی تربیت دی جاتی ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ کڑا اور معمول ایک دوسرے کا ہڈو کڑو کر ملتے ہیں جیٹہ جاتے ہیں اور جڑ مطلق کی چاہت کے مطابق اپنی اندرونی صداقتوں کو پیدا کر کے کی کشش کرتے ہیں۔ وہ ہم شعور کی حالت میں اپنے احساسات دھوکے کرتے ہیں۔ ان میں ہر معمول کا گائیڈ ایک ہوتا ہے۔ یہ تربیت برسوں چاری دہائی سے جن لوگوں کی اندرونی قہمیں چاری طرح ابھرتی ہیں وہ پیشہ و معمول بن جاتی ہیں وہ معمول دولت

لڑکے پر حال طاری ہو گیا تھا اور وہ بے وقافتہ نہ تھے چارپا تھا کہ نہ حال ہو کر چارپائی پر گر گیا۔
 ہوئی میں جو لوگ علم تھے وہ بے وقافتہ تھے۔ خیال ہوا کہ بڑے پر کوئی دائمی درود پڑ گیا ہے۔ اس
 لئے قدرے ڈاکو کی تلاش ہوئی مگر یہاں سادہ سی کچھ اور تھا۔ وہاں ایک عالم دین بھی تھریٹل
 فرما تھے۔ یہاں سے دل میں قرآن مجید کی کوئی آیت و برائی شروع کی۔ مولوی صاحب
 کے قرأت شروع کرنے سے پہلے اس قسم کے ہوش لڑکے کے نہایت خوشحالانی سے وہی آیتیں یہاں
 واز بندہ برائی شروع کر دیں جو در مولوی صاحب شیطانی ہو جانے کے لئے جو ہوا پڑے تھے۔
 میں ہوں نہیں کر سکتا کہ اس وقت اس ناخوار مولیٰ کے قرأت سے کیا ہواں بدو گیا تھا۔ قرأت
 کے بدو کر کے سوال کیا کہ کیا قرأت پڑھ رہے ہیں اور اس لڑکے پر کیوں مسلط ہو گئے ہیں
 ۔ جواب ملا کہ ہمارا یہ نام ہم اس لڑکے کے کلمات ہیں۔

یہ مسلط کھنگھو رہے تھے چارپائی پر۔ پھر ہوئی کے مالک نے پوچھا کہ اس سال کام کیا چلے
 گا؟ جواب ملا۔ بہت اچھا۔

پھر کچھ دنوں کے سوس جواب کے۔ میں یہ سارا واقعہ ماموشی سے دیکھ رہا تھا۔ آخر مجھ سے
 بھی خطاب کیا گیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ اس لڑکے پر کوئی جہنم مسلط ہے لیکن میرا واقعہ یہ ہے کہ وہ
 تعمیر کی نذران نکالتے ہیں۔ یہ سب سارا عام درود کی جگہ کے درود ہوا۔ یہاں مولیٰ کا خیال کہ
 مولیٰ کہہ رہا ہے۔ اس کے لئے اس نے اس وقت کے لئے یہاں سے یہاں تک کہ اس نے اس کے
 کلمے سے حیدر آباد آیا کہ اسے اور بدو ہیں کہ ہو کر رہا ہے۔ اس کی یہ فکری حرف عرف
 درست ثابت ہوئی۔ یہ مولیٰ کے عالم میں معمول کا غیر زبان پر لانا کتنا ہی عجیب تھا کہ واقعہ کیوں نہ
 ہو لیکن اس قسم کے واقعات کلمہ افراد کو پیش آتے ہیں۔

سید رضا رضوی لکھتے ہیں کہ

1931ء کا ذکر ہے کہ میں گورنمنٹ اسکول کئے تھیں۔ وہاں سے میں تعلیم پاتا تھا۔ مگر میں کوئی
 شخص بھی عادی انگریز نہیں رہا۔ وہاں سے کہ سارے کورس کی کتابوں کے کوئی قسط
 انگریز کی کتابانی نہ تھے۔ وہاں سے کہ میری ذہن میں پڑا تھا۔ شہر کے مشہور سائنس دان کے کتب خانے سے

رجوع کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس ایک نیا انگلش آیا ہے۔ اس انگلش سے بے ہوش
 طاری ہو چلی ہے اور پتہ سائی آ رہی ہے کہ لڑکا جاتا ہے۔ چنانچہ اس انگلش کے ذریعے بے ہوش
 کر کے میری دلاؤ کا آ رہی ہے کہ لڑکا گیا۔ جب مجھے بے ہوش آ رہا تھا تو بے اختیار میری زبان سے یہ
 ہی رواں دواں انگریزی تھر رہی تھی کہ لڑکا کتب خانے کی کتب خانے کی کتب خانے کی کتب خانے کی کتب خانے
 جب کہ میں آ تھیں اس وقت کا طالب علم ہوں انکی نصیحتیں انگریز کی زبان میں تھیں کہ لڑکا ہوں
 ۔ مگر آ کر بھی میں انگلش کے پتہ لڑکے کے لئے۔ مگر یہ لڑکا انگریز کی زبان میں جب کہ اس زبان
 کے پتہ لڑکے کے لئے ہوئے ہیں۔ لفظ یہ ہے کہ لڑکا ہی۔ اور یہاں اس وقت اس حالت میں تھا
 کہ اس کی زبان پر چکا تھا۔ لفظ کی کہجیت تھی چھٹا تھی دھڑکی تھی اور یہی انگریز کی زبان سے لے
 لڑکی کے لئے۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔
 کا گیا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔
 کا گیا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔

مرچو

ماہنامہ ادبی تحریک

یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔
 کا گیا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔ یہ واقعہ مولیٰ کے لئے تھا۔

آگرہ کا واقعہ

نومبر یا دسمبر 1942ء یا 1943ء کا واقعہ ہے کہ میں شہر سے واپس آیا۔ یہاں میرا دوسرا
 ن کر کے یہاں چلا گیا۔ یہاں پہنچے پر مجھے بتایا گیا کہ آگرہ کے لوگ قتل عام سے گزر
 رہے تھے۔ تو دیکھا کہ میں سائیکل پر آں کے پیچھے پیچھا رہا ہوں۔ پچھلے آوازیں دیں لیکن میں
 نے سرفراہ کر لی۔ نہ دیکھا۔ یہاں تھیں ان کی کتاب کی کتب خانے میں اس وقت ان میں مصروف کار تھا۔ پھر
 چاندک میں نے ترویج کی لیکن وہ اپنے مشاہدے پر مصروف ہے۔ جب میں نے پوچھا کہ

لوگ آگئے۔ یہ کاروانے دروازہ منتقل کھول دیا۔ جس جگہ سے نظر آیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت قبر اس کے والد کے حضور کے مکان کے احوال میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں حضور کا بھی تذکرہ ہے اور میں چاہتا تھا کہ تذکرہ جلی کروں مگر اس وقت موجود نہ تھا مگر میری حضور کی خوشنودی اور اس کا حضور ہوا۔ ایک لکھے کے قریب کا غروب میں حضرت قدس سرہ کے حضور میں حاضر ہو۔ اور انہوں نے عرض کیا کہ تم کو دعائے حاصل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ دانگ۔ پھر دیکھا کہ وہ قدس بند ہو گیا اور مجھ کو باہر دوسرے محل میں لے گئے اور انہیں پھر ایسی مقدس آستانے پر پہنچا دیکھا کہ ایک چھوٹا درگاہ تھا اور حضرت چٹھے دیکھا کہ ہے چلا۔

۱۴۴۱ھ میں وہاں اس وقت ہر دو گن اور اپنے روحانی فیضان کو کسی لوگ خوب میں دیکھتے ہیں لکھن اوپر اللہ کے خوب بھاری کی کیفیت دیکھتے ہیں۔ یہ خواب بھی خرافے کی ہی کیفیت ہوتی ہے۔ شفا حضرت شاد گھریلیان کا بیوی کا فیضان و حقیقت ایک قسم کا سر لہجہ۔ حضرت شیخ الشیخ شہاب الدین سمرقانی سے علم دیا یا بھی خوب اس میں اس کی طاقت اور متکثر نفس خوب فہم ہے بلکہ بھاری باقی درجہ ہے۔ وہاں حضرت کشف و ہر اقدار اور خواب میں مقدس و احوال سے ابھرتے کرتے ہیں۔ تذکرہ دیکھ کر فہم ہیں۔

اے مالک میرے والد

حضرت غوث الملک شاد قلندر کے صاحبزادے صاحب تذکرہ غوثیہ سے لکھ 1266ھ میں جب حضرت شریف کا چاچا نظر آئے تو بعد از اس طرح چاہا کہ وہ میرے نکاح میں لے کر آئے اور میرا نکاح کر دیا۔ یہ کہتے ہیں کہ میرا نکاح کے سنو۔ اسی سے کہ ایک بار میرا مصلحت شاد قلندر میرے ہم کر اپنے میرا ہوتی بہت میں۔ سے اور قلندر صاحب (یعنی حضرت علی شاد قلندر کے حور پر چڑھ کر۔ آخر چہرہ میں یہ میرا کہ ایک نفس مذہب و مجسم ہوں رنگت و تھکیر کے بالے شریف لائے اور فرمایا کہ آتم تم کو نکاح کرنا۔ اسے میں ایک اور نفس اور صورت اور شاد قلندر کے سید و بانی امیر امیر ہیں پتے اصحاب ائمہ میں لے کر ہوئے فرماتے لکھے

میں اس کا دل دھالتے سے کہ کبھی ہوتے کا تم کو نصیب نہیں کر سکتا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت اگر یہ دیکھتے صاحب کہ کبھی کر سکتے تو آپ ہی بیکار شمار فرمائیں۔

انہوں نے فرمایا کہ وہاں سے لکھا کہ کبھی غم سے تمہارا مساندہ ذات ہے۔ جو کچھ ہوگا ذات (یعنی ذات مطلق) سے ہی ہوگا۔ سب سردار اور غلوں کو دل سے مساندہ کسی سے ہوگا۔ جو کچھ اس طرح اس ذات کی طرف متوجہ ہو ہی طریق سے حقائق ذات ہو۔ نہ کسی اور طریق سے محبت نہ کسی سے خوشی نہ کسی کی رحمت۔ بلکہ ان کو جس قسم نصیب کر سکتا ہے۔ تمہارا اور خدا کا مساندہ ہے۔ تمہارا اور خدا۔ اس میں ہم کو کو تو ہم دے کی طاقت نہیں۔ اگر ہمارے جس کی دست ہوتی تو ٹپکی کیا ہواست فحی اس پر ہمارا ہوا 3 4 5 3 میں ہو پڑے گا۔

۱۴۴۱ھ میں وہاں اس وقت ہر دو گن اور اپنے روحانی فیضان کو کسی لوگ خوب میں دیکھتے ہیں لکھن اوپر اللہ کے خوب بھاری کی کیفیت دیکھتے ہیں۔ یہ خواب بھی خرافے کی ہی کیفیت ہوتی ہے۔ شفا حضرت شاد گھریلیان کا بیوی کا فیضان و حقیقت ایک قسم کا سر لہجہ۔ حضرت شیخ الشیخ شہاب الدین سمرقانی سے علم دیا یا بھی خوب اس میں اس کی طاقت اور متکثر نفس خوب فہم ہے بلکہ بھاری باقی درجہ ہے۔ وہاں حضرت کشف و ہر اقدار اور خواب میں مقدس و احوال سے ابھرتے کرتے ہیں۔ تذکرہ دیکھ کر فہم ہیں۔

۱۔ بعد آگے لکھی تو دیکھا کہ جسم عرق عرق ہے اور ہر ہر سو سے اذات چاری ہے۔ کتب

اور رات کا نام بھی۔ یہ ایک بیباک شخص ہے جس کی کوئی چیز بس کی حاکمی کوئی چیز، کوئی چیز، کوئی چیز۔ کوئی حقیقت کوئی چیز نہیں آتی۔ جناب! یہ ایک پراسرار واقعہ ہے کہ خود اور اس کی حاکمی میں اس کی حاکمی، بلکہ میں بلکہ میں۔ اس میں جتنی جتنی، ناہیاں ترس اس قسم کے واقعات کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میرانی کر کے ان الجھنوں سے نجات دلا دیجئے۔

مرحوم خالد زادہ بن

بہت عجیب شاعر بنی (پ) اسے ہوگی جی۔ (پ) میری خالد اور اس کی قسم۔ اتنا یاد ہے کہ میں اس سے ساتھ بھیجی میں ہمدردی کیونکر تھا۔ وقت گزارتا رہا، مگر صاف ہی آواز سے ترک سکوت کر کے اچھ پڑھتی تھیں۔ چلے گئے اور اس کوئی سے ہدیہ کی ہوگی۔ میری حال میں پڑھتی تھیں (پ) اسے کب اور اس کی موت ہوگی۔ میں نے (پ) کی وفات کی خبر کسی گھر شاہ ہے کہ کوئی خاص راجہ یا محسن نہیں ہوا۔ درحقیقت اس وقت مجھے کسی عزیز فریب کی موت کی تھی اور سچے کی کا ادراک ہی تھا۔ پھر بھی کسی بھی ایسا ہوتا کہ (پ) کی یادداشت سے آتی اور مجھے اپنی طور پر سخت سے نہیں کر پاتی۔

اے مطلب کل ہے صبیحہ والدین
تبدلی یاد ہو کر وہ کیا ہوں

مجھ کو رات میری آتی اور میری بہت میری، مگر اور اس سے ملے پائی (پ) کی موت کو صاف سا اثر دے گئے تھے اور میں نے کوئی اور، انہوں میں سے اور انہوں میں ڈونگا چلا اور قہار نامہ یہ بات نہ بولی ضروری ہے کہ، ہوں، اور اس سے مجھ کو ہوا کے بعد مجھے اپنی مرحومہ تجھے (پ) کی یاد دہانہ ہوئی ہے۔ کئی۔ کئی اور صیبت صحت بھی مجھ کی تھی۔ مگر وہی کئی کافی تھی۔ میں اپنے کر سے میں سے پیٹے پڑھا۔ یہ ایک مجھے صحت ہوا کہ میرے ملا وہ اس کر سے میں کوئی اور بھی ہو جود ہے۔ تمہیں میں کوئی بھی نہ تھا۔ پھر بھی صحت شدت کے ساتھ ہوا کہ کوئی بارہ ہفتی کر سے میں آ رہا ہے۔ یہ خبر دیکھ کر ایک لڑکی (پ) کی ہم عمل

میل لاس میں بیٹوں سے کرتی ہے (پ) کو ہر سے ہونے اگر چندتہ ہوگی جی میں اس کے چہرے کے خود خداوند ذہن میں تازہ تھے۔ یہ واقعہ وہی کو ہے ہوئی کر دینے کے لئے کافی ہے۔ خاص کر میں اس قسم کے پراسرار واقعات کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ مگر خدا جانے اس وقت مجھ میں اتنی قوت و داشت کہاں سے آتی تھی کہ مرحومہ کی روح میرے ساتھ جاتی تھی اور میں اسے براہ دیکھے ہر واقعہ۔ دیکھے ہر واقعہ اور جی جی کر براہ دیکھے ہاں۔

خود بخود واقف دیکھتے رہے
کیا دیکھتے ہم ان کو مگر دیکھتے رہے

میں اس منظر کو ہوا کہ (پ) نہیں کر سکتا۔ بہت جی تاک ضرور کر سکتا ہوں۔ شہرہ سڑی کے راجہ میں پیٹے پیٹے ہو گیا۔ نام اسی میں اس میں کوئی نہ آئی کیا ایک (پ) آخر سے اور بھی ہوگی اور میں اپنے مقام پر ہکا بکا اور اپنی اور کر رہی۔ اس کے بعد یہ محسوس ہوا کہ (پ) کوئی نہیں اور میں وہاں سے ملنے آئی اور خدا کے کی اور اپنی کے بعد نظر سے اور بھی ہو جاتی تھیں۔ خود واقعات ہیں۔ کہاں تک جان کر اس میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ سب کچھ وہم ہو جاتا ہے۔ ہر اس سے تیرے، مگر صحت کی دان کا تصور ہوا یا ہر پڑھ کر ایک نظر دوسرے سے صاف ہوا یا کتا کتا رہے۔ وہی اسے کی طرح فریب نظر مجھے ملتا رہا۔ صاف بہت

قبرستان میں

میں اکثر صاف آواز سے مل کر رات کر کے گرجا ہوں اور ان کی پڑھ میں آ ج ہوں۔ کئی حد تک ہوا کہ میں خال پڑا کر گیا۔ یہ عرض کر چکا ہوں کہ میری خانہ خاندان میں رات جی اور میں اس کا دل ہے۔ قبرستان شہر کے والی سڑک پر واقع ہے۔ وہیں سے کھڑا کر دیا چلا جاتا ہوں۔ اس طرح کہوں کہ کوئی قوت کشش نہیں ہے قبرستان سے جاتی ہے۔ اس قبرستان میں ایک قبر ہے اور وہ قبر میری مومن کا ہے۔ قبر کے سر ہانے چار بیٹا ہوں اور بیٹے کیا کیا کرتا رہتا

یہ خواب ہے یا عالم ہی ادنیٰ ہے

دوسرے روز دوسری ڈاک سے خط ملا۔ یہ فہم کی بکن سننا ہو رہا تھا اور اطلاع دینی تھی کہ فہم جب وقت سے باخبر نہ ہو سکے گا۔ پڑھتے ہی دل اور دوا نہ ہوئی۔ فہم کے گھر پہنچے اور اس کے بھائی کو اس کا حال سنا۔ فہم کی طبیعت میں پانے کی ضرورت تھی۔ فہم کی قبر پر جا کر میرا یہ حال ہو ہو گا۔ مجھ پر کیا قسمت گزری ہوگی۔ اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ میرا حال پڑھ کر اور اس کے سر پر کسی ڈھاس خاک لگے کہ وہ پڑھتا چنگ لگے آپ اچھی عبادت کی رات میں پھر کسی وقت میری آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ فہم کے سر میں دوا ہے۔ دوا ایک دھنسی دھنسی دوا خوشبو سے جواگیا ہوا ہے۔ فہم کو دوا کا اندازہ اپنے سامنے لکھ کر اس کو پڑے گئے۔ جس وقت ہوئی۔ کیا یہ صرف وہی تھا۔ جی نہیں۔ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ فہم جو کوشش سے فوری تھی میں دیکھا اور علیحدہ عرض کر سکتا ہوں کہ اس کی دوا میری ہی خوشبو تھی۔ یہ خوشبو کس سے تھی۔ یہ ایک سبب تھی کہ وہ میری رات کو کمرے میں بیٹھا رہا۔ میرا جرات آئی اور میرا ہی یاد دہانی کی یاد دہانی تھی۔ خواب میں دیکھا کہ فہم آئی ہوئی ہے اور میں نے اسے کچھ کچھ کر بیا کر رہا ہوں۔ وہ بھی میری آغوش میں کھلی جاتی ہے۔ مجھ میں ہائی جاتی ہے۔ کمرے میں لے گا کہ

مرچو

لوئی ہم نے یاد دہانی کرنا چاہی۔
آنکھ کھل کر وہ پڑھتا تھا۔

نور

فہم صبح نہ جانے کہاں سے آئی ہے

مجلہ راقی ہے لہذا میں ایک اور بھی خوشبو

دیکھ کر صاحبِ دل یہ کیا سزا دیں۔ یہ کیا قہار ہے۔ کیا ایسا ہوا جس کے میں نے جواب دیا۔ کہی ہاں جس ہے۔ اس کا نکات میں ان سنت لایا نہ تو مجھ میں۔ آپ آفراس غائب ہو گئے کہ عقل سے یہ کیوں نکال کر رہے ہیں کہ وہ اس کی خبر نہ کرے کہ عقل سے پوری کہ جس کی خبر نہ کرتی رہے۔

میرا شاعر چاہتا رہا کہ وہاں سے کی بار یہ واقعہ بتا ہے کہ میرے بچے کا کچھ آکر وہ میں ایک لڑکی پڑھتی تھی جس کا عجیب و غریب قصہ تھا۔ بڑی کو بے چارے میں ساجی کی طرف سے سخت تنقیدیں آتی تھیں۔ ایک بار صوفی شپ کے قریب لڑکی کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس کا عجیب و غریب قصہ تھا کہ اس کے دوا کے دوا کے میں کوڑا غور اس کی طرف کیا رہا ہے۔ لڑکی حیران کہ یہ اتنی شہید بنی رہی کے عالم میں لکھو ہے آکر وہ کس طرح آگیا لڑکی کو پتہ نہ تھا۔ پڑھتا رہا۔ اس نے عجیب کا نام سے کرنا دوا دلی تو اس کے شانہ دلی اور ایک اشارہ کیا کہ اب جو دیکھا تو وہ غائب ہو چکا تھا۔ لڑکی باہر کی طرف دوا کی کہ اسے تلاش کرے مگر اس سے بھی کچھ نہیں آئی۔ مگر اگلے دن اسے کاشان میں نظر آ گیا۔ مگر یہ جرات نہ تھی کہ اس میں داخل ہو جائے۔ کسی کو باہر لے گئے یا اندر آئے کسی اجازت نہیں دینی جاتی ہے۔ دوا سے یہ قدرتی کے لڑکی نے ہوش کے چہ کیدار سے اس وقت کیا کہ کیا تم نے کسی شخص کو اندر آئے کی اجازت دی ہے؟ اس جگہ سے نے انکار کیا کہ اس میں بھی کوئی دوا نہ تھا۔ کئی نہیں۔ آخر لڑکی باہر ہو کر اپنے کمرے میں لوٹ آئی مگر کچھ اس کے ذہن میں رات کے واقعے کی تلاش رہی۔ دوسرے روز تادم کر کے رات تلاش وقت اس کے عجیب و غریب واقعہ ہو گیا ہے۔

میرا شاعر چاہتا رہا کہ وہاں سے کی بار یہ واقعہ بتا ہے کہ میرے بچے کا کچھ آکر وہ میں ایک لڑکی پڑھتی تھی جس کا عجیب و غریب قصہ تھا۔ بڑی کو بے چارے میں ساجی کی طرف سے سخت تنقیدیں آتی تھیں۔ ایک بار صوفی شپ کے قریب لڑکی کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس کا عجیب و غریب قصہ تھا کہ اس کے دوا کے دوا کے میں کوڑا غور اس کی طرف کیا رہا ہے۔ لڑکی حیران کہ یہ اتنی شہید بنی رہی کے عالم میں لکھو ہے آکر وہ کس طرح آگیا لڑکی کو پتہ نہ تھا۔ پڑھتا رہا۔ اس نے عجیب کا نام سے کرنا دوا دلی تو اس کے شانہ دلی اور ایک اشارہ کیا کہ اب جو دیکھا تو وہ غائب ہو چکا تھا۔ لڑکی باہر کی طرف دوا کی کہ اسے تلاش کرے مگر اس سے بھی کچھ نہیں آئی۔ مگر اگلے دن اسے کاشان میں نظر آ گیا۔ مگر یہ جرات نہ تھی کہ اس میں داخل ہو جائے۔ کسی کو باہر لے گئے یا اندر آئے کسی اجازت نہیں دینی جاتی ہے۔ دوا سے یہ قدرتی کے لڑکی نے ہوش کے چہ کیدار سے اس وقت کیا کہ کیا تم نے کسی شخص کو اندر آئے کی اجازت دی ہے؟ اس جگہ سے نے انکار کیا کہ اس میں بھی کوئی دوا نہ تھا۔ کئی نہیں۔ آخر لڑکی باہر ہو کر اپنے کمرے میں لوٹ آئی مگر کچھ اس کے ذہن میں رات کے واقعے کی تلاش رہی۔ دوسرے روز تادم کر کے رات تلاش وقت اس کے عجیب و غریب واقعہ ہو گیا ہے۔

بڑھ چائی انٹھی

رواقتات اور مشاہدات کے پڑھتے ہوئے بار بار یہ سوال آپ کے ذہن میں پیدا ہو گا کہ حیات بعد الموت (حسے کے بعد مینے کی حاکمیت و حقیقت کیا ہے؟ کیا جسم پر موت جاری ہونے کے

ہو، دوسری شخصیت کا کوئی حصہ ملک الموت کی دستبرد سے بچ رہتا ہے اور اس طرح رہتا تو کیا شعور اور حافظہ قبر کے اس پار بھی رہتے ہیں۔ پھر یہ سوال بھی اٹھنے کا کہ خود روح کیا ہے وہ حقیقت یہ مسئلہ سب تک انسانی عقل و منطق اور حواس کی رسائی سے باہر ہیں، زندگی موت اور روح سے تعلق رکھنے والی تمام باتیں ایک ہی مطلق سے حواس اور عقل کی نظر کا تقاضا کرتی ہیں۔ یہی مطلق اسے حواس اور عقل کی نظر سے اعلیٰ وجود میں آتی ہے اسی لیے اللہ ان باتوں سے عقلی نظر کو بچنے سے سزاوت تو لوگوں کے تجربات و مشاہدات کرتے ہیں۔

فیصل احمد خان (79) ایف، پ، اے، انوکھتہ کر پانی لکھتے ہیں کہ

یہ فقہاء سے تقریباً 36،37 سال پہلے آئی آقا۔ میرے مکان کے کچھ مالے (پشت پر) حواس کا ایک حادثہ آ یا تھا۔ میں کوچہ بڑا مہذب و تہذیبی آدمی تھا کہ کرہا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ حواس کی ایک بڑھاپا قریب ایک اور جان بھی ہے۔ ایک بات اس کی حالت ہے جو غریب ہوگئی۔ سانس، کمزور آواز جیسے لگا نہیں تھا کہ بڑھاپا موت کی کسی وقت ختم ہو جائے گی لیکن موت میں حواس کے گھر سے کوئی آواز نہ آتی۔ اس کے پہلے یہ ہیں کہ بڑھاپا موت کے گھر سے گروگئی۔

میں میری غلامی نے کہا کہ کچھ آدمی ان کے گھر میں کبھی کبھی شہم جہاں بڑھاپا جس کے سانس بند ہو جاتے ہیں اور پھر دوبارہ سانس آتا ہے، لیکن میں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ بڑھاپا کو کچھ آواز نہ آتا اور نہ وہ موت مندو کی طرح کبھی آواز دے گا۔ اس کے گاہر و درگاہ سے کاذب آواز نہ سنے کہ۔ اور خود موت پر گھبراہٹ سے کہ میں نے کہا کہ وہ تو میرا شاعر یا ایک بے جاں رسیدہ بڑھاپا جس میں جہاز سے ہوا سے ہوتی ہے۔ جانی کے ساتھ ہی ہفت حواس بڑھاپا سے نظر اٹھاتی اور تالی کو تیک کر نظر میں آجاتی ہیں۔ جانی کچھ کہہ کر سننے لگتا کہ کچھ سے پہلے آتے ہیں۔ بڑھاپا کی بھوک بڑھاتی کہ رسیدہ ہوگئی۔ اپنے پاس بچا ہوا اور کہا کہ نظر کی تیار سے بعد آ جاتا۔ میں نہیں پانی دم کر کے ادھر کی۔ وہ پانی بڑھاپا کو پینے دیتا۔ سنے کی بھوک سے ایسا بھی کیا۔ بڑھاپا کو دم بڑھاپا پانی چاہا۔ سب سے اچھا کہ پانی پینے ہی بڑھاپا جڑا سب سے زمین پر سرسے گر پڑی۔ ہم نے مانی سے یہ پوچھ کر یہ کیا مانجا ہے۔ فرمائے گئیں کہ

مرچو
پر

دلت میں کسی وقت بڑھاپا کا دم لگ گیا تھا مگر دالے سو رہے تھے اس حالت میں کوئی شخصیت روح اس کے جسم میں داخل ہوگئی اور بڑھاپا مردہ ہو کر کام کرنے لگی لیکن اس کا جسم مردہ تھا اور یہ مردہ جسم اس شخصیت روح کے ذریعہ کام کر رہا تھا۔ جانی نے کہا کہ جب میں نے بڑھاپا کو گتھن میں بھاڑ دیا تو وہ بھونکے دیکھا اور اس کی نظر مجھ پر پڑی تو میں پچھان گئی کہ یہ کوئی آدمی ہے۔ چنانچہ دم کیا ہوا پانی پیانے سے شخصیت روح نے مردہ بڑھاپا کے جسم کو آزار کر دیا۔

فیصل احمد خان نے سوال کیا ہے (اور ان کی مباحث میں قدم قدم پر نئے نئے سوال اور دوا نو کھے نو کھے جواب ہیں) (واسطہ بناتے) کہ کیا یہ ممکن ہے اس کا کائنات میں کیا ممکن ہے کیا ممکن نہیں ہے اس کو سب کا تمام جسم کی صورت پر دنیا کی شکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے کیونکہ ہمارے علم کا سر پشمار آگے، کان، ناک اور دوسرے حواس ہیں۔ مردہ آدمیوں کے جسم میں "دارو کرور حواس" کا حصول کہا جاتا تو عام طور پر سننے میں آتا ہے اور اس قسم کے مریضوں کا علاج جنھیں آسب زدہ کہا جاتا ہے۔ طبیاتی طریقے پر کیا جاتا ہے لیکن کسی مردہ جسم میں کسی دوا کا محسوس جانا ایک ایسا واقعہ ہے جو حیرت فتنے، کہ عقل اور دماغ اور دماغی حواس کے طور پر تو سننے میں آتا ہے۔ طبیاتی زندگی میں اس کا کوئی شواہد نہیں ملتا لیکن اس کے برعکس اس واقعہ میں عقلی حواس کی ایک شکل کی حیثیت سے دانی اور داستان طرزی کی ایک شکل ہے عقلی حواس چاہاں نے بڑھاپا کا ہوا تو دانی بیان کیا ہے اس کو جس کا توں تسلیم کرنا ممکن نہیں۔ کہتے ہیں کہ بڑھاپا میں عقلی حواس اور دماغ زندہ ہوگئی۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ سب صریح معلوم ہو جائے تو بڑھاپا کا دم لگ گیا تھا۔ لیکن کیا سب سے کہ وہ دیا گیا ایک صحت یاب ہوگئی تھی۔ موت سے پہلے یا ایک صحت یاب ہو جانا کوئی عجب اور عجز اور عقلی واقعہ نہیں ہے۔

فہم حسین چوہدری رانا زبیر سب انجیل پر لکھیں معلوم ہوا، ہاں بڑھاپا کبھی باغ (اے) 1977 کو 1972ء میں لکھتے ہیں کہ

والدہ مرگ کر دم کی عمر 75 سال کی تھی۔ بخار میں مبتلا ہوئے کسی طرح بخار نے چھوڑ دیا

نکاح تھا۔ نتیجہً اور باوقار آئینے کا جاگ اٹھنے کے بعد اس سے جو کچھ جان کیا وہ فوری مجلس کی رنگ آ میری ہے۔

میں سو کے جان سے کس نتیجے پر پہنچا ہوں؟ اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ بے غلبہ حکم پر غاہری موت طاری ہوگی جس کی سراسر نفس کا ایک جھنگ و صامت اور برقرار تھا۔ یعنی وہ ایسی بے خبر، بے سواد، بے کار و خیر کے عالم میں غرق تھی جسے صرف موت سے قہر کیا جا سکتا ہے۔ آخرینہ موت کی چھوٹی کھن قی تو ہے۔ اس کا مل ہے ہوش کے عام میں سوئے اپنے ظلم کے مطابق خواب دیکھنا شروع کیا۔ اس کے آشور میں موت اور بعد موت کے بارے میں جتنے تصورات موجود تھے وہ سب کے سب اجڑائے غریب کی شکل میں ابھرے۔ مثلاً حسد (ایسی خواہش کہ دیکھوں کہ جس جہاں ہمیشہ رہنے کو چاہیے) کا تصور، فرشتوں کا تصور، لہذا، پھر عرشِ ثانی اور عرشِ ثانی پر خدا کی مسند کے ہمارے نشست (لاحول ولاقوة)

تصور ہی تصور ہے اور جیسے کہ حق تعالیٰ ہو

اور پھر مزید لاحول ولاقوة یہ کہ خدا کے پہلو میں "خدا" ہی جولو کہیں۔ یہ سب سو کے لا شعوری تصورات تھے۔ اس نتیجہً ابھی نہیں پہنچا ہوں کہ اس کے بازو پر خیمے کا؟ اس مسئلے میں ہم کوئی فرما (قرآن مجید) سے مدد ملے گی۔ قرآن مجید کے عام میں رسول کو یہ ترغیب ملتی ہے کہ تمہارے لئے جہنم میں سے جو کچھ تم کو یاد رہے اس میں سے کچھ لے لو۔ اس ترغیب کو چاروں طریقوں سے لیا جاتا ہے۔

انسان وہ ہے کہ کوئی گمراہی بخود ہی بخود طاری ہوگئی۔ اس سے بخود ہی اس کی حالت میں اس نے اپنے کو خود مشاہدات و تصورات (سوائے کے بعد جو کچھ نظر آئے) کی ترغیبات دیں۔ مثلاً غرضتے خواہش و تصورات و توقع اور پھر خدا کے سامنے حاضری اور مجرور ہونے لطف یہ کہ خدا کے پہلو میں خدا کی موجودگی۔ اس کا عرش سے پچھلے جاؤ اور پھر اس کا ہوش میں "ماورائے زمین پر کرکڑی جھانکنا۔

یہ سب سہل و آسان (مکمل) ہے۔ خود کو دیکھو اور خود ہی اس ترغیبات پر عمل کیا اور پھر وہ ہوش میں

آگے۔ اس عالم میں کہ ظلم کے بازو پر موجود تھا۔ اگر ہم سو کے معاملے کی عقلی توجیہ کرنا چاہیں تو تکنیکی و ایسی قسم کی کوئی وجہ قائم کرنا نہ سکی جس کو منطقی و صریح اور واضح کے بارے میں ہوری تھا۔ اس مسئلے میں متعدد حضرات نے تجربات و مشاہدات پیش کیے ہیں۔ حیرت و شگفتہ

ناراضیوں پر (مثلاً آواز اور تصویر) لگتی ہیں کہ

دھبے میں

ایک اور مسئلے میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک صاحب نے اسے انوکھے ہوئی (جو بہت دوسرے ہیں) کا سراغ ڈالنے کے لئے ایک مجلس کی مرتبہ ہر ایک کچن ہر رات کا کالی ہوئی۔

وہ مجلس اس طرح شروع کرتے ہیں کہ ایک شخص کا کھانا پانی سے ملتا ہے اور اس پر ایک نکل سے ٹھوکا دیا کا قدر کئے ہیں جس کے بعد اس میں سب کا کول دھما دھما ہے اور آس پاس کچھ لکیریں ہوتی ہیں۔ پھر ایک رات سے کہا جاتا ہے کہ وہ اس دائرے میں دھبے کو کچھ بچھا لے بغیر مسلسل نکلتا ہے۔ اپنی پر عین کہیں کہیں اس کے معمول بناتا جاتا ہے (یعنی اس جگہ کچھ کچھ لکیریں ہوتی ہیں)۔ اس سے ایک دن پچھلے رات کے وقت کے بعد اس کا دھبہ اور پس کا ستاں بھی چھڑا دیا جاتا ہے۔ یعنی پیش کیے گئے گوشت اور مین پیار کے روکیا۔ بھی نہیں بچھا۔ جب معمول (کچھ) کو کھانے کے سامنے خدا دیا جاتا ہے تو حال کچھ بڑا متاثر دیا جاتا ہے۔

بعد ۱۰۰ بچے سے حال دھبہ شروع کرتا ہے۔ چھپانے کا متاثر دیا جاتا ہے۔ اب حال صاحب کہتے ہیں کہ انکو سے میدان میں چڑھا کر رہے ہیں۔ پھر اتر کر کہتا ہے اور کہتا ہے کہ سب دھبہ چھڑا دیا۔ اب۔ پھر حال کے کہنے پر لڑائی کو کھانا دیا جاتا ہے اور فرشتوں کا کھانا دیا جاتا ہے کہ وہ فرشتہ چھا دے۔ یہ کھانا کھاتے ہیں اور حاضری۔ معمول کو دھبے میں سب کھانا کھاتا ہے پھر حال کی

چیت کرتے ہیں۔ (چاندھ اور ادا جہاؤ کا کل اس سے ملتا جلتا ہے)۔ اسان راجان کرتے ہیں کہ

چند روز قبل حضرت راج کی محفل میں میری حرکت کے ذریعے کسی روح کی آمد کا علم ہوا۔
تو راجا قہر سے کہ پہلے کچھ پڑھتے ہیں (یعنی قرآن مجید کی آیتیں) اگر کچھ ہیں کہ اگر کوئی روح
اوس سے گزری ہو تو میرا حرکت دے۔ جب میرا خود حرکت کرنے لگی ہے تو پتہ چل جاتا
ہے کہ کوئی روح آتی ہے۔ مگر معلوم کرتے ہیں کہ کوئی ہے۔ ہم یہ اسرار رکھتے کرتے کہ ہمارا
فلان اور فلان روح ہی آئے۔ انہیں یہ دیتا ہے کہ اس طرح رو دیتی پلانے سے روح کوئی
تکلیف محسوس نہ کرے۔ ہاں اوس سے گزرنے والی کوئی روح خود بخود آجائے تو ظاہر ہے کہ وہ
جوئی آئی ہے۔ میرے نہیں آئی۔ ہاں تو چند بار ہوئے کہ حاضرات اراج کے محل میں میری بیوی کی
روح کا ایک آنگی (میری حرکت کے کچھ اشارے) سے مقرر کرتے جاتے ہیں اور ان اشاروں کے
دریچے سوس و پنجاب سکے جاتے ہیں، اور ہر شخص کو روح کی تعلیم دیتا کہ روح کو کبھی کبھار چپ
لیجے میں کوئی برتا نہیں۔ اس میں انہیں کوئی تکلیف محسوس ہوتی۔ پچھلے برس ایک روح آئی اس
سے کہ کہ اس روح کو باؤ وقت مقرر کیا گیا۔ مگر وہ وقت پہنچا تو روح حاضری اسی طرف
ایک دوسرے کی سمت سے پہنچا۔ اس وقت اس روح نے روح کی روحوں کو بلایا۔ اور میر
کی حرکت دیکھ کر کہ اس روح کو پہنچنے کے لئے اس روح کو بلایا۔ اس کی حرکت
یہ علم ملتا ہے کہ اس اب جانا چاہتی ہوں۔

آپ کی مسعودیت کے لئے عرض کروں کہ ہمارے ڈیڑھی میں ہر جمعرات کو ایک ایسی بھنی
خوشبو آتی ہے کہ روح تک پہنچ جاتی ہے۔ انکو روحوں سے بتایا کہ ہم یہ اپنے ساتھ مگروں
میں جاتے رہتے ہیں اور ہر صبح صبحوں کے حال سے قابل نہیں رہتے۔ یہ بھی بتا دینا ضروری
سمجھتا ہوں کہ ہر روز صبح چار گھنٹہ کا وقت ہم دوستوں اور شہداء کی خدمت میں ملنے آتا
ہوں۔

مگر حاضرات کی فطرت اور احوال کے بارے میں انکو کلام بیلا فی بدق و انکو کرکتن سے

حوالے سے لکھتے ہیں۔

۱908 میں مجھے خیال ہوا کہ اس کا احوال ہوا۔ وہاں مجھے بتایا گیا کہ ایک عورت جو ساہیہ کو فضا
میں تھیں وہ تین طہرائی تھیں۔ چنانچہ میں چنداں راجاب کے ساتھ اس سے ملنے گیا۔ اس نے بتایا
کہ وہ بھی اساتوں میں ہر وقت کھڑی رہتی ہے اور اس کے کمرے میں میٹھا لٹکا ہوا ہوتا ہے
۔ ہم نے کہا کہ میں اس کو دکھائیے چنانچہ میں نے اس کے کمرے کے وسط میں ایک کچی۔ اس
پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی سی دور سے بعد میرا دھن سے ایک گز ہند گئی اور پھر بسنا ہند چنے آ گئی۔ اس
کے بعد میرا ستارہ دکھایا کہ جو خود بخود بیٹھ گیا۔ یہ سلسلہ غم ہوا تو میں اس کی نظر آنے لگے۔
ایک مرتبہ فرمایا: آپ آئیے۔ میں نے اٹھ کر اس سے ہاتھ دیا۔ اس کا ہاتھ میری گرفت میں چھل گیا

حاضرات اراج کی شخصیت گونا گونا گوں کے بعد ہوتی ہیں جن میں اس سے لے کر پادروا فرار ایک
مثال ہوتے ہیں۔ روٹھی کر دی جاتی ہے۔ سناڑ جائیز دے جاتے ہیں۔ ہماری کے گیت گاتے
جاتے ہیں۔ اس کے بعد اراج کو طلب کرنے والا آدمی ایک گری پر بیٹھ کر انھیں لگا لگتا ہے اور
اپنی پوری توجہ اراج پر دیتا ہے۔ رفت رفت اس پر یہ خود ہی ملتی ہوتی ہے اس عالم
میں کبھی کبھار اس کی حالت عورتاوارنہ ہوتی ہے۔ اس کی ایک شہادت میں تھا
کہ ایک عورت کا ستارہ دکھایا اور ستارہ کا مسک لہڑی لہڑی شریک تھا۔ وہ اپنی کتاب The

Pathand The Masters میں لکھتا ہے کہ

مگر حاضرات اراج میں شہادت کے وقت ایک پادری کی روح آئی۔

اس سے حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

آپ کون ہیں؟

میں فلان پادری ہوں۔

آج کل آپ کہاں ہیں؟

میں عالم دار کے پستہ میں بیٹھ رہتا ہوں۔

طاهر اسحاقی، ماسٹر ایف ایچ ایم

حدا ہاوں روپیہ ہندوئی کی گولی کی رفتار سے۔ مگر چھپرے کے کسی کی کیفیت حادری ہو جاتی ہے مطلب کہ ذرا مگر کی کسی حادری اصحاب ہندوئی کی حادری حرکت کرنے سے انہوں کو کنٹرول کرنا ہے۔ سن ہوجا تاں اور تاں سے کسی اور سے حرکت کی جی کیفیت حادری رہتی ہے۔ اس صورت میں یہ کی شخصوں ہوتا ہے کہ جس قسم کے ہندو سے آ رہی ہو گی۔ مگر یہ ہندو کے ساتھ جب آجائے ہوئے عصائی کے کسی کی کیفیت حادری ہوتی ہے تو عجیب و غریب تمنا ہے افراتہ ہیں۔ دیکھا ہوں کہ چند آدمی مجھے ہر طرح پیچھے رہے ہیں۔ دیکرے کو ان میں عجیب دہے ہیں۔ اندھیرے میں بھی کسی تیز روشنیوں دکھائی دیتی ہیں۔ دیکرے کو ان میں عجیب دہے ہیں۔ اندھیرے

نگاہ بھر (پشاور) کا ایسا ہے کہ کئی ہی عرصہ میں جوتا ہوا سو ڈاکٹروں میں دیر دست گونج پیدا ہوئی ہے۔ دوسرا پورہ پڑتا ہے، قتل محل تک نہیں سکتا (جیسے رنہ کالاش) اس وقت گھبے ہوئے میں ڈانے کا اسکاں ہوتا ہے اور بھی کر ستر خواب سے نکل کر فرش وارچ روں سے۔ اگرز صاحبہ میں حالانکہ مجھ بہتر ہمارا ہوتا ہے مگر وہ دس کے بارے فرود کہہ اور مگر کئی فیملی مستانہ حالانکہ میں اس حالت میں اسرار کی یاد بخوشی میں رہتا ہوں۔ نگاہ بھر (پشاور) کی عمر 24، 25 سال ہے۔

میرزا بیگم (احکام) ایک طویل مدت کے عرصہ میں تھیں کہ دوسری تلافی بھی ہے کہ اگر
 میں ہمارے لئے کسی چیز کو چاہوں تو میں اسے نہیں منگواتی ہوں۔ کچھ اشیاء جو کہ مجھ کو
 ملتی ہیں۔ ان کی ایک سول ہے کہ میں نے اسے خود کو راست میں کوئی نہ مانا ہے کہ اسے
 نگاہ میں رکھ کر اسے نگاہ میں رکھ رہے ہیں کہ ایک کام میں ہے۔ کوئی نہ مانا ہے کہ اسے
 ہے۔ خود کو نہیں رکھ کر کسی کے لیے عیب اور ہر ایک انھیں ہمارے لئے یہ نظر ہے۔

اس میں چار لکھی تھیں جس کی مثال دہلی میں ہے۔ جب گھبرا کر انھیں کوئی کہیں تو یہ کہتا ہے کہ اب ہوا ہے۔ اس غلطی نے انھیں بڑھ کرنے کے بعد یہ بڑا عجیب و غریب قسم کے برس لگائیں اور صورت نظر آنے کا جو تجربہ کیا ہے اس کی یہ حالت بری بھی ہے۔ چوٹی انھیں بڑھ کر کے لہذا طرح طرح کے چہرے نظر آنے لگتے ہیں ان کو شکل آتی ہے۔ باری کے ذمے میں انھیں سچہ ہونے کے بعد بہت قہر سا ہوا ہوا اور

۴۰ ماسٹر ایڈیٹر اور اساتذہ

تھا۔ جس کی دہلیس کے اس کس کی دنیا کا مہیا ہے ہاں مختلف تھی۔ یہ سمجھوں گی کہ بغیر مہولی چمکے دیکھ اس کے دھماکے جوش و خروش کی عکاسی تھی جو اس مرحومہ کے غم سے گھر میں لہریں سے رہا تھا۔ عبدالغفور کی یاد میں کسی کی کچھ میر نہیں آئی نہ آتی تھی کیونکہ وہ حقیقت اس کا ہم چہ در واقعہ نہیں آئی۔ ایک بار وہ فوت ہوا تھی جو اس پر مایہ کے تھے۔ یہی جیسی فوت ہے اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ یہ بات ہے کہ اس کی زندگی میں کچھ نا اچھی اور صدمہ بھی۔

مستحقان : عزیز تعلیم و
بر زبان انھیں جانے دیا کہ اس

عبدالغفور کی قسم کے لوگ حاضر تھے۔ رواج کے مشعل سید یا میڈم ہوتے ہیں۔ رومانی جگہوں میں معمول پر ڈوب جانے کی بڑی کیفیت طاری ہوتی ہے اور درحقیقت جذب ہی کا ایک وجہ ہے۔ نصاب پر تسلیم شخصیت S.C.T کی تمام شخصیں اگر پابندی کے ساتھ کی جائیں تو انہیں یہ جذبہ اور لنگ کی حالت طاری کر دیتی ہیں اور اسی حالت میں تمام غیر معمولی مشاہدات ہوتے ہیں۔ نصاب پر تسلیم شخصیت کے ایک طالب علم (محمد علی) کہتے کہ

[illegible]

کرمی سے انور صاحب (عمر 22 سال) کو نظر آجی کہ اسے کچھ سی سوتاہوں ایسا لگتا ہے
کہ اُٹا مجھے جھنڈو دے مائے رنگ رگ مل جل دو زری سے بگیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ بار سے کمارے

اگر اس کی توجہ یکسو ہو جائے تو وہ فی اُت کس چیز سے مُل کر لے اور کتنا حیرت انگیز مُل۔؟

ہے۔ قلب انسان کی طرح، مادی چیزوں پر بھی کافی قوت اثر انداز رہتی ہے۔ بعد ازاں قلب کی سائنس میں (اگر یہ کوئی نیا سائنس ہے) اس پر جہل علم کو (Psychokinesis) P k کہیے جیسا اور اس کی ریاضیاتی علامات کو (مستمر کی گئی ہے۔ دوسری علامت یہ ہے جس کا مختصر معنی بھی مختلف جیسا اور اس قسم کے دوسرے مظاہر ہے۔) ہوا ہے۔ تاہم یہ قوت نہیں جو زندگی دہرے مصلوں کا ہے۔ یہ ان کے ذہن سے ان کے ظہار کو سامنے بڑھ کر آتی ہے بلکہ مصلوں کے ذہن کی قوت ہے جو ان کے سامنے ہو کر جہل کا مظاہر ہے۔

میں سے ہندوستان میں ایک چوکی کو، کیسا کہ جس سے پتی سے صحرے ہوئے گزے پر نظر کریں
جہاں میں اور وہ گزہ کسی کے ہاتھ لگائے ہوئے لفظ میں ہندو ہو گیا اور پھر آہستہ آہستہ چلنے لگا۔

ابن بطوطہ کا مشاہدہ

[illegible]

اسی بلوط کے کھد سے بے کرب تک اپنے ہونے کی ۲۰ جڑیں جو اس جسم کے کھٹے شعبہ سے ہوں۔
 لاشے دکھا سکتے ہیں۔ شاید آپ نے بھی ایک اوجھ کھڑا دیکھا ہو۔ میں تو متعدد ہاکاں لے چکا ہوں۔

کے خاتمہ کے بعد اسے ملازم کا تمام شہائی روح کا اصول۔

ان مضمومات پر ذکر کر رہی جاسا ایم اے۔ آئس۔ بی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔
 بھون (ماہر آف کینسر کا کام جیورج ایچ فوڈی) نے اپنی کتاب [The Imprisonment
 Splendour] پر پانچ صفحات تک فاضل علی احمد سنیسی نظر سے بحث کی ہے اور بتایا ہے
 کہ اس قسم کے بظاہر ممکن واقعات کیوں اور کس طرح پیش آتے ہیں؟

کتاب کا نام بھی بے حد فحش و گھبر ہے۔ ”پاپ و فحشِ عصمت“ یعنی انسان کی ذات ایک ایسی
عصمت کا گنجی ہے جو اب دیکھ کر محال میں متحید ہے۔ کاش یہ عصمت پاپ و فحش اس زمانہ سے آ
ہٹ سکتی۔

میں ہوں خود اپنی ہی خاکستر چاہاں میں دفن
دن ہو جیسے خرابے میں کوئی سرمایہ

حضرت جوش ملیح آبادی نے صاحب دفریب ترجمہ نقل کیا، لیکن وہ اسے بھی جوش صاحب کو
 ملحق (متحد حاضرین) قرار دے رہے، دونوں کو ادا کرنے سے غرضی سوس و جواب کرنے کا
 یہ مدعہ صرف تھا۔ انہیں سے اپنے غرضات ایک دوسرے میں سمجھ کر گئے۔ یہ فرماتے تھے کہ اس
 بزرگوار کا یہ نہ تھا کہ اس کا غرض سے ملے گئے۔ یہ بزرگوار جوش صاحب
 ہیں۔ ان کے صاحب کو کہتے تھے کہ حیدرآباد میں وہ اب بزرگوار جوش صاحب کو کہتے تھے کہ
 حضرت ارواح کا یہ سہروردہ اور مددگار حضرت کسے دے رہے تھے، یہ سہروردہ جوش صاحب کو کہتے تھے کہ
 صاحب نے اس کا نام ایک عظیم الشان روح کا نام لیا کہ اسے ملائے گا۔ یہ ایک بڑا ذوق ساہوکار
 ملنے کے ساتھ دہشتیں سے بلند ہوئی اور محبت سے جاگرنی۔ یہ کہنے کو لے آئے۔ تمام
 فریق باہر خوف سے لڑ گئے۔

علاوہ برحق سب حسبِ روحانیت کے منکر واقع ہوئے ہیں۔ کہا کرتے ہیں کہ جسم کی موت کے بعد
سب طرح کا ہو جاتی ہے جس طرح لہو نلے سے کلی (حالا کہ کلی بھی فنا نہیں ہوتی)۔
نہ نلے کے بعد بھی قائم نہ رہے) میں نے جب بھی ان سے کائنات حاضرات ارواح کے

ہر سب سے سوال کیا۔ گولی سوس انگلوں میں یہ کہہ کر لہو پڑا کہ یہ لٹی یہ سب کو چڑی کے کرشمے ہیں
میں کو چڑی کے غم سے سب کچھ ہے۔

(جہانے اس فقرے سے ان کی کیا مراد ہے؟)

مشہور ماہر شاعر ابن اثاثہ نے بیان فرمایا کہ

درواقوں سے ان کے دوست حاتم بن عکبہ کی بیوی ہے اور پھر چمکے دے (تھوکر نہیں) تے
میں سے اتنی شک و شبہ کے اس تجربے کا اس پر اپنے مضمون (ملوہ جنگ سورہ نیم جون
1970ء میں تفسیر کے ساتھ کیا تھا) میں سے ابن اثاثہ صاحب سے سوال کیا کہ ان کے کھرمیں
کوئی کس بچی تو نہیں۔ فرمایا کہ آسب زدگی ہو یا دھوئیں کے کرشمے انہوں نے مظاہر میں کوئی نہ
کوئی لڑکا لڑکی ضرور ملوث ہوتا ہے۔ ممتاز مصنف اور ماہر تعلیمات کے عالم سیری پرکاش سے
اپنی یہ مضمومات کتاب (POLTERGEIST OVER ENGLAND) حاضر تے
اردو اور آسب زدگی کے بہت سے واقعات کا تجزیہ اور مٹی میں چٹا چڑا کر کے ان کی تصدیق کی ہے۔

پراسرار آواز میں کسی مضمی کے ڈاکٹر کی چاپ اور دارے پر انجمن چاقوں کی دنگ
اور اردوں میں کسی کی ڈاکٹر کی چاپ اور دارے پر انجمن چاقوں کی دنگ
سے کر کوئی نہ چٹا چڑا کر کے ان کی تصدیق کی ہے۔
اس مظاہر کی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ بعض کس درجہ ہوتے ہوئے لڑکے لڑکیاں ان خارق
العادات (خارج العادات) کرشموں کے لڑکار یا مضمون میں جاتے ہیں۔ سیری پرکاش نے جوہر ت
مرتب کی ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ اس قسم کے مظاہر 99 فیصد لڑکوں اور چٹا چڑا کر کے
لاشعری طور پر مضمون ہائے گئے ہیں۔

تو کیا ان مظاہر کا کوئی تعلق مضمی قوت کے کہانی سے ہے؟ یا مضمون المعروف نے بھی متحرک نہیں
دیکھے ہیں اور واقعی کسی نہ کسی لڑکی کو اس میں ملوث اور متاثر فرما دیا ہے۔ جو قوت کے زمانے میں
دیکھا گیا وہ سال کی عمر سے سوہتر سال کی عمر تک کا لڑکا اور لڑکیاں ہے اور اس میں ہوا جاتی ہیں۔ یہ وہ

زمانہ ہے کہ ذہن اور جسم میں کئی کئی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ ان پر اکثر ہسٹریا کے دور سے چرنے
لیکھے ہیں۔ ابن اثاثہ کے دور میں کئی کوئی بھوت یا اور اس بھی تصور رہا جاتا ہے۔ باہر افسانہ
کے کا مضمون کا خیال یہ ہے کہ آسب زدگی اور عارضات اور اس کے کرشموں کا مضمی لیکن سے گرا
تعلق ہے۔ قادیان میں جسم کے بعض اندرونی کا عمل کا نتیجہ ہو جاتا ہے اور ان سے آتی قوت
خارج ہوتی ہے کہ وہاں کی یاد

بہر حال اس میں گرا یہ ہے کہ ان اشیاء اور مضمون پر اثر انداز ہوتا ہے۔ خواہ وہ زندہ انسانوں کا
ذہن ہو یا ان ذرات کا جو جسم کی قوت سے آزاد ہو چکے ہیں۔

عارضات اور آسب زدگی کے تجربات و مشاہدات میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ اور اس
وجہات، آسب مضمون سے سبب ملے ہوئے دیکھنے کی جاتی ہیں۔ کئی کئی یہ انداز دیکھنے کے عادات میں
بھی عادات کرتے ہیں۔ آسب زدگی کے موضوع پر اثاثہ بشر بشر طبعیات ایک مستقل تصنیف
ڈیڑھ کی جاتے گی۔

جہاں جہاں کچھ لکھ دیکھ کر اس کا مضمون پر نظر آتا ہے کہ

پیر رحیم فرما خارج العادات آمین
میرے عادات میں جہاں میرا دھرم (مضمی قوت کا مضمی) میں کوئی لڑکا لڑکی زندہ
ہو کر رہے تھے۔ تیس سال تک میرے زمانے کے دوستان تعلق رہے۔ جس دور سے ملایا ہوئے
اس دور سے آدھ تک اپنی تجرؤ کا تہاں عارضات کر دیا کرتے تھے۔ برہمنے ان کے پاس
عام بیڑا میں مدت دہن سے پتہ چلا کہ وہاں آسب زدگی میری قبر کا کسی مردے کی
لڑکائی ہوتی کہ کبھی کہیں لکھا نہ صرف آواز آتی تھی۔ کئی کئی نقل و حرکت آتی تھی۔ جب روح
سے چمکا جاتا کہ

جہاں آدھ کہ ہے؟ کیسے کبھی کبھی؟ کہاں کبھی؟

تو کوئی جواب نہ دے۔ بہر حال میری تجرؤات کے ایسے جواب کر دیا کرتے تھے۔ خان بہادر

مردم فرما دیں گے تھے کہ: میں نے سب سے پہلی بار دیکھا کہ اس آفتی میں وہ کسی قسم کی ضرورتوں سے محسوس کرتی رہتی ہیں۔ اندر سے ان کے دل میں جو کچھ چھوڑا ہوا ہے وہ اب بھڑک اٹھتا ہے۔ ان کی دھمکیاں بھڑک اٹھتی ہیں۔ ان کے دل میں جو کچھ چھوڑا ہوا ہے وہ اب بھڑک اٹھتا ہے۔ ان کے دل میں جو کچھ چھوڑا ہوا ہے وہ اب بھڑک اٹھتا ہے۔

عزیز احمد ایش بہت جھوٹا بول کھاتا تھا کہ وہ میرا حرام خانہ۔

پوچھا۔۔ حضرت آسپ کون ہیں؟

جواب ملا کہ میں شہنشاہِ ملکی کا سپہ سالار ہوں۔ میں بہت چھوٹا ہوں، بہت چھوٹا ہوں۔

سوال کیا کیا گئے تو کس طرح کھانا کھا گئے اور کہاں حرام بنا گئے؟

جواب نہیں ملا۔ لیکن یہ در صاحب کہتے تھے کہ میں نے مرحوم کا نام اپنی ڈائری میں لکھ لیا۔ شہنشاہ ملین کے عہد کی تاریخ دیکھی تو واقعی یہ سارا کا نام وہی تھا جو مرزا کے کی آواز نے بتایا تھا۔

حرف آخر

حضرات ادراس کے بارے میں میرے چچا کی نیکو سطور کا پکا ردِ مکتوب ہے۔ بہت سے حضرات نے اپنی ذاتی تجربات و محنت سے ان لوگوں کے دوسروں کے مشاہدات و اپنا اصرار کر کے یہ بھی سمجھنے کے خواہش مند ہیں کہ ان لوگوں کی زندگی کا حقیقی حال کیا ہے۔ گناہ گوارت کرتے اور جہنم کی نشانی کرتے دیکھا ہے۔ ساتھ ساتھ مشاہدات و معلومات کے بارہ ویش ادراس کے ظہور اور ان سے عراستہ (سوال و جواب) کے موضوع پر کوئی حرف آخر کہنے انھیں فیصلہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

عالمِ عرب "سبحرہ" عالمِ عرب ہے۔ ناچو چا کے سلسلے میں ہماری حکومت سے عہد نامہ کافی ہے۔ ہمارے علم اور ادراک کا دور صرف خاص قسم کے اور خاص فلسفے کے نکل سب کے علم میں ہے۔ مجھے یہ موضوع (دور کا مسئلہ) اتنا ڈرامائی ہے کہ ڈراما کا اشارہ دیتے ہی تحلیل و تہوہور کی تمام قسم کی حرکت سرگرم ہوتی ہے۔ یہاں حقیقت کے ٹھکانوں کے دھندلے سمجھی ہوئی ہے۔

ہری گرائی میں جو لوگ روحوں کے وسیلہ یعنی میڈیم کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ میں ان کے 80 فیصد بیانات کو سبوتا کر دیتا ہوں اس لئے کہ میں کہہ دوں اسے ناقصی کے کام لہجہ میں ہے۔۔۔ لیکن جی کہیں کہہ دوں گا یہ مشاہدات کے بارے میں جسے کوئی تیار چہرہ نہ دے سکے۔

اور اس کے ساتھ اچھی طرح سمجھتی ہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ جب کوئی مضمون خود کا ترجمہ کرے تو ایسے کسی کی تائید ہوتی (مثلاً کسی روح) اسے دہرا اور تعلق قائم کرتا ہے اور اس کا فہم خود بخود گردش میں آکر پلٹ لگتا ہے تو خود مسلسل دہریدے کے لا شعور کا بہت سا واقعہ ہے اور اس کی ترجمہ میں شامل ہو جاتا ہے جیسے روح کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ عذرا! اور اس کے تعلق کنندہ کے کام میں ہے کہ وہ روح کے دہرے کے دہرا (مضمون) کی ترجمہ کرے یا نہ کرے۔ پہلے سے کہے کہ اس کی ترجمہ کرنا کتنا حیران کن ہے لا شعور سے آگاہ ہو۔ یہ اور کتنا حیران کن ہے کہ وہ دہرے کے بیان کر دہرے پر لکھ گیا۔

[illegible]

من چو

حاضراتِ ارواح

حصہ دوم

رئیس امر وہوی

مرچو

اے مالک کل میرے والدین پر رحم کر

دیکھم بگ پورٹ

اردو پانڈا رگراچی پاکستان

خارق العادت نفسی مظاہر

حاضراتِ ارواح کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے مشہور روحانی مفکر و لسانی و میسر ای ایم جیرو اپنی خیال مندرجہ کتاب "انکار و سرور" میں لکھتے ہیں کہ کسی مظاہر کی سب سے اہم نشی پیمائش کی اہم قسم ہے جو بزمِ غور و دل کے پاس سے آئے ہیں۔

میں نے خود کو لفظ دارین میں اس لئے لکھا ہے تاکہ وہ عیاں اور حائیت (اس پر پیکل ارم) کے ان دونوں کو بھی تسلیم کر لیا جائے جن کی رو سے ان پیمائش کو اور اس کرنے پر جو کارآمد مامور ہیں۔ (جو ارواح کہلاتے ہیں) دو ذاتیں ہیں ان اشخاص کی اگر کسی زمانے میں روئے زمین پر مصلوبی، مادی اجسام کے اندر آجاتے۔ جس کو یہ پیمائش کی مختلف طریقوں سے وصول ہوتے ہیں جس کا مقصد اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک (Medium) جس پر مشرق کی کیفیت ظاہری ہوتی ہے۔ اس پیمائش کو درپردہ چاہا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ متواتر یہ بات بتائی جاتی ہے مابقی آواز اور اس کا لب و لہجہ در وصفِ حور پر پہچان لئے جاتے ہیں۔ کہ وہ کسی خاص مرد کی آواز اور اس کا طرزِ حال و سبب ہے۔ اس طرح جو پیمائش کہلاتے جاتے ہیں۔ اس میں کسی کو کوئی خاص چیز بھی ملے گی۔ جو کہ حاضراتِ ارواح کی موجودگی ہے۔ ہاں اس کے پیمائش کا نام رکھتے کیلئے واسطے (مینیڈر) کی خارق العادت قوتوں سے مستفید ہو رہی ہے۔ لیکن بعض اوقات وہ کارآمد جوئی انواع واسطے پر حادی بھی ہو۔ اور اس کی وسعت کا کام کرنے میں مصروف بھی۔ تو اسے اس شخص کی روح نہیں سمجھا جاتا جو ان پیمائش کا ارسال کنندہ ہے۔ بلکہ روح کی ایک مخصوص صنف ہے۔ جو بطور موکل (Control) کے ہوتی ہے۔ موکل بلا پر چند خصوصیتوں اور ملاحتوں سے مشغف ہوتا ہے۔ جس کی بدولت وہ اس کا شہنشاہ ہوتا ہے کہ یہ پیمائش ارسال کرنے کی حاضراتِ واسطے (میں مینیڈر) کے ہم کام میں آئے۔ اس طرح ارواح کی مدد سے تو موکل ایک کامد یا ترجمان ہے۔ اس عالم (مادی دنیا) اور عالمِ ارواح کے مابین اگرچہ اس کا

نکاح کی رو سے مرد اور بیہوش ہو کر ایک عالم سے دوسرے عالم تک ارسال ہو رہا ہو۔ اسے نئی قوتوں کے دریا بہنے کی طرح سے ہرگز نہ پڑتا ہے۔ اس جو اب دماغ سے ہے۔ اس جو اب سہجی!

یہ دوسری ایسی جڑ کی وضاحت ہے کہ وہ ہمیں حاضرت اور احادیث میں داخل ہے۔ یہاں دماغ ارسال کرنے اور پیچیدہ بات اپنے کا طریقہ یہ ہے کہ حاضرت کی مجلس کا مرکز ایک واسطہ معمول ہوتا ہے۔ اس مجلس پر استقامت کی حالت طاری ہوتی ہے اور خود بخود اس میں آتا ہے۔ عالم اور احادیث کا ایک سہجی۔ معمول کا کنٹرول منتہا ہے اب آپ معمول سے جو سوالات کرتے ہیں۔ اس کا جواب سہجی معمول کی ردوں سے آتا ہے۔ یہی سہجی مطلب کر رہا دوسرے کے پیچیدہ معمول کے ذریعہ حاضری تک پہنچاتا ہے۔ تو گویا دوسرے سے بات چیت کر کے لئے دو ذائقوں کا وسیلہ اختیار کر رہا ہوتا ہے۔ ایک معمول جو استقامت کی حالت میں آپ کے سامنے منہ ہے دوسرا سہجی۔ جو معمول پر مسلط ہے اور پھر دماغ میں سہجی کی وساطت اور معمول کی وہاں سے مصروف سوال و جواب ہے۔

موتلوں کی حیثیت

پروفیسر ہارٹلی نے کہا کہ موتلوں کی حیثیت اور نوعیت میں جو تبدیلی سے بہت بھول جاتے ہیں۔ ہر چیز ان کے اس موضوع کی قدر سے تفصیل سے چھان بین کی ہے۔ اور وہ انہی وضاحتوں کا پیش کرتے ہیں۔ جو خود موتلوں کی سیر کر رہے ہیں جس سے خود ہوتا ہے کہ سہجی تو دماغ سے (معمول) کی ہی ناشعوری ذات (UN Conscious) ہے۔ یعنی دماغ کی جانوری حیثیت جسے اس نے خاص اس عرصے سے جو عقلی پہنچا ہوا۔ (یعنی پروجیکٹ کی ہو) تاکہ وہ اس سے جو نرو اور حسی کیفیتوں اور دماغی معمول کے تابع ہیں اپنا راجہ و حلقہ قائم کرے یا دماغ کا ایک طب یا جو شخص جو دماغ کی جانے اس لئے کارگر ہوتا ہے کہ وہ خود بخود اور غلطی میں متنبہ ہوتی ہے۔ یا پھر ایک خود کار شخصیت (یعنی کنٹرول میڈیا کالوس (Night Mare) میں اگر خود بخود ہوتی ہے۔ یا پھر سہجی

ایک اور سہجی قوت ہے۔ جو اس عالم کے اور دوسری دنیا کے مابین مفرات کی حیثیت سے ہر کار ہوا۔ ہر حال پر بحث موضوع کا سہجی ابھار ہے جس کے قوی نظرسا دماغ کی شخصیتوں کے بارے میں (جس سے کراہے عسرات میں طاعت ہوتی ہے) جس میں سوانح یا اس طرح لکھتے ہوتے ہیں۔ گویا کہ وہ اس کے ایسے عالمی مظاہر ہیں جس میں ایک سہجی نے مصروف طور پر گزر رہا ہو۔ جو دماغ کی شخصیت اور دماغ کے (سینٹر) کے درمیان حائل رہتا ہے۔ سہجی کی حیثیت کا معاملہ جس تنازعہ سے گزر رہا ہے اس کی نوعیت یہ کہ اس کے قیام کا کام دوسرا ہی تیری سے بننا ہے جسے حالت آزمائش کے طریقے سے جو دماغ سے ہوتا ہے۔ جن کے حوالے سے یہ بعد کیا جا سکتا ہے کہ روحانیت (دوسرا عالم) کے گویا کوئی تربیت ہے سہجی یا نہیں؟ پس تو یہ کیا جان بیانات کے ذریعہ کوئی ایسی معلومات مینا ہوتی ہے۔ جن کے حلقے یہ مشورہ نہیں ہو سکتا کہ اس پر کسی گز سے ہونے شخص کے سامنے اس کی اور سہجی دماغ میں رہتا ہو؟ ہمیں فوراً یہ بات مانی پڑے گی۔ کہ اس امر کا ثبوت ہم پہنچا کر کہ اس کی معلومات کی شکل کل میں آ رہی ہے کہ اس کی اپنی اپنی اشار ہوگا۔ یعنی دشواری یہ ہو گی کہ ہر صورت میں متعلقہ اشخاص میں سے ہر ایک کی مدد تک اس کا ہر باتیں ہو جائے کہ وہ معلومات نہ تو دشواری طور پر اس کے قبضے میں جس دماغ کے قبضے میں آسکتی ہیں اور اس کے دشواری کی نشوونما اور گہرائی میں اس کا دماغ ہو سکتا تھا کہ گہرائی میں ہر وہ بات ہے کہ وہ شخص کو خود مرد ہو پھر اس میں اس معلومات کی ترتیل کے لئے ہے۔ پھر سہجی ہی کوئی حسین افکارات کرے گا۔ یہ کہنا سہجی ہوگا کہ اپنی موت کے بعد بھی جا کے مظاہر کے کا خاطر اپنے جیسے ہی کوئی "نزعہ طاعت" مقرر کرے تو صرف اس صورت میں ہی کہ اس کے کار و دست ثبوت میں سے چھاپا کی شکل ہوتی ہے۔

شہادت کی کوتاہی

حاضرات دماغ کی نوعیت و حقیقت پر پروفیسر جاکا کماٹ جلدی ہے۔ لکھتے ہیں کہ چنانچہ کسی ایک صورتوں میں اس ہوا بھی ہے۔ مثلاً ایف ڈیو۔ علی در ذرا کے احوال

مرچو

پر

ویراں (Verra) جو روحانیت پر یقین رکھتے تھے، کہا جاتا ہے کہ ان کی زندگی ہی میں ان دونوں نے اس کا اہتمام کر لیا تھا۔ لیکن ان کے مابین مادہ و احباب و مزا کا خیال ہے کہ دونوں ان دونوں کے سرچنے کے بعد بھی ان سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ لیکن جہاں تک میں واقف ہوں ان بیانات کے دو پہیے جو حرمہ طور پر گزرتے ہوئے "انفاس" کی طرف سے آتے ہیں۔ کسی وقت بھی مصویرہ ثبوت فراہم نہیں کر سکتی یہ ثبوت کہ ان بیانات کی ہر جگہ کے مطابقت ایسی ہوں جن سے مشکل طور پر صرف ان شخص کے باخبر اور واقف ہونے کا امکان ہو۔ جس نے ان کی وفات سے قبل ہی یہ اعتقاد رکھنے کو لئے ہو۔ اور اگرچہ ایک مبہوتوں میں اس نوعیت کا ثبوت کا اور عاقل چاہتا ہے لیکن جب بھی ایسی ایوان کا کیا جائے جو ہر بار ان شخص سے جب اس شہادت میں جرح و قہر سے کام لیا۔ جس پر ثبوت مبنی تھا تو ان کے نزدیک ایسا ثبوت کو اطمینان بخش قرار نہ دیا۔ یہ دیکھتے اس دوسرے سوال پر کانٹھ ڈالتی ہے۔ جس کو اس وقت اٹھانے سے خیال میں مناسب ہوگا۔ جب کہ جتنے روح کے بارے میں کا فرینہ (Spirit Hypothesis) مذکور ہو۔

یعنی ان بیانات کی عدم نوعیت کا سوال جو ارواح کے یہاں سے دوسروں سے ہیں۔ اور جن کی عاقبت یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ ان حالات کو بیان کرتے ہیں جن میں ارواح کا وجود پایا جاتا ہے۔ ان بیانات میں (د) عام ماحول میں بتائی جاتی ہیں۔ اور توں میں سے ملوث نہیں اور معمولی باتیں ہوتی ہیں۔ کیا ان کو آپ کی طرح سمجھتے ہیں۔ (ج) ان بیانات میں ہم کے نفسوں کی عدم تذبذب و تعلقات غیر انہیں ان کے خیالات اور نقطہ نظر کے ہر کے امکانات دوسرے الفاظ میں بتائی جاتا ہے کہ اسے (میز) میں ان کے کچھ شخصوں کا سامنا شرعی اور عقلی نہیں مقرر کیے۔ اسے ان شخصوں کو اپنے نفس سے کام نہیں۔ تو سب بیانات ایسی ہی پرواز نیل سے عبارت ہوں گے۔ نیز یہ کہ وہ کسی ایسی شے سے ملوث ہوں گے جسے ان متعلقہ شخصوں کے جو تجربہ صحت ہوں۔ اور وہ عقل سے مواجہہ انگ کی جاسکے۔ عالم برزخ۔ (Summer) (Land) کے قسوں کا چرچا تو ایک حد تک بہت ہی عام اور مبہوت بات ہے۔ یعنی وہ عالم جہاں گزرتے ہوئے لوگوں کی روشنی اپنا وقت گزارتی ہیں۔ اور اگر وہ ان شخصوں جنہیں ہم قدر و منزلت کی

لگا ہوں سے دیکھتے اور جن سے ہم وابستہ رہے ہیں۔ وہی ان ارواح کی صورت اور بجلی پر روشنی کے زوردار ہیں۔ تو پھر یہی ہے ان صاحب کے ساتھ ہیں یہ تجویز کرنا چاہئے کہ وہ دوسری دنیا ایک ایسی جگہ ہے جس میں روح انسانی کم سے کم اپنی عقلی وصف کی حد تک تو قدرت نامک طریقہ سے ابتر سے ابتر ہوتی چلی جاتی ہے۔ پھر یہ تجویز کہ اندھ کو سننے کا کج بھوت (Ghost) اگر صاحب نفس یا ذی روح بھی ہوتے ہیں تب بھی ان میں روح تو بہر حال نہیں ہوتا۔ تاہم ان بیانات کے مغلطیات قسوں پر ہی ہوتے ہیں بہت زیادہ اور وہ خدا بنا جائے "کنک" "کرس" نے اپنی تھنل میں ایک جگہ انکبات کیا ہے جو اس میں اترا جاتی ہے چنانچہ کسی تحقیقات کے دو پہیے جس کا آیتا چکر بھی نہیں مطلقاً اوصوف ان کا کونجہ لگنے والوں کا موازنہ کو نفس اور اس کے ہم سفر ملا حوس سے کرتے ہیں۔ جنہیں امریکہ سے لوئیس قہارف وہاں کے مسند پر لیگات کے خوش نما خاطر۔ نیز بھی ہوئی ہمنیروں اور مگر کاسرگاس (Sargasso Sea) کے دوسرے شس و عناصر تک کے درجہ

حاصل ہوا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر عالم فطرت کے متعلق ہم سے اولین حقائق صریحاً حقیروں پر دیکھتی دیں۔ تو کیا ہمیں اس کے سبب اپنی تلاش و جستجو سے باز جانا چاہیے۔ کیونکہ کونوں کے لئے ایسی یہی چارہ کار تھا کہ وہ ہم پر کافی مسائل سے آدھے مانتے پر چھوڑ کر ہے مگر چاہا جاتا تھا اس ہمارے پر ہے۔ یہی ہے کہ ان بیانات میں ہے۔ جو صرف ہے جس میں ہے کہ وہ اپنے وجود کا

پرو فیض جڑوں سے ماضیات اور جن کے نہیں پہنچوں پر حوٹنگو کی ہے اس کو کھنڈ اور سطحیاء مردوں سے آپ نکالنا ارواح کا عام طریقہ ہے معنوں (میز) اور متعلقہ اصولی مضمون روح سے آپ کا جواب حاصل کر کے اسے معمول کی زبان سے ادا کر دیتا ہے۔ سو یہ ہے کہ موکل کون ہے۔ پرو فیض جڑوں سے سوال کیا ہے کہ یہ مصلوں کا لا شعوری حصہ دات ہے جو ماضیات ارواح کی تجلیاس میں موکل کا روپ دھار لیتا ہے۔ وہ حقیقت اس سوال کا کوئی جواب فاضل مصنف نے نہیں دیا۔ پھر یہ کہ روح کے انکبات کے لئے جو شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔ وہ کافی اور ایک حد تک نا اطمینان بخش ہیں پھر یہ بھی کہ معمول اور متعلقہ کے درجہ سوالات کے جو جوابات ملتے

مرچو
پیر

ہم ان کو اس کا طعم و لطف نہیں کہ سچ آپ کے بچان جڑوں کی بنیاد کٹی گئی ہے۔ جو بخاری میں لکھا ہوا ہے۔ بعض لوگ صرف اس لئے "نفس فیر شاعر" (اشعور) کے منکر ہیں کہ وہ اسکو محسوس نہیں کرتے لیکن جانے والے جانتے ہیں۔ کہ یہ کئی عقلی نہیں ہم تو انہی کو نہیں دیکھتے مگر اسکا وجود حقیقت میں تسلیم کیا جا چکا ہے۔ ہم اشعر (Elther) کو مانتے ہیں برق پاؤں (ایکسپلرمان) کے ہاکی ہیں کیونکہ اس کا تسلیم کے بغیر ہم ادب کے تہانے کتنے مظاہر گم میں آئے سے رو جاتے ہیں۔ بلکہ یہاں چاہے کہ نفس فیر شاعر (اشعور) کے وجود سے انکار کیا جائے۔ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا مظاہرہ کامیابی کیساتھ ہم ان واقعات کی توجہ دہرہ ہو سکتی ہے جن کو آپ تک دنیا تجارت و خرافات اور نہ جانتے کیا گیا اور کیا حقائق و حقائق کیونکہ انسانی دماغ

نفس فیر شاعر

نفس فیر شاعر نفس کے اس حصے کو کہتے ہیں جس کا ہمیں شعور حاصل نہیں۔ تاہم وہ ہم پر شعور پر اثر انداز ہوتا رہتا ہے۔ ہر دماغ میں اس کا کچھ حصہ ہونی کا یقین ہے کہ

اس نفس فیر شاعر (اشعور) کا صرف اس کو تین اثرات (ذہنی ہر جوتی) چپ گئے ہیں) کا اثر نہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ تو ان کا اثر (خزانہ) گھٹا جائے۔ جو نفس شاعر (نفس شاعر) کا وہ حصہ ہے جس میں شعور حاصل ہے) کے حصے میں نہیں آئے۔ ہمارا نفس فیر شاعر اپنے کمرے دکھا سکتا ہے۔ جنہیں ہمارا شعور خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ نفس فیر شاعر ہے جو ہم پر اثر دیتا ہے اور یہی اس کا دیر انسانی شعوریت اور ان کی روایت و روایت اور ان کی صورت کا ذرا دور ہوتا ہے۔ بہت پرعت اور ادب۔ جنات و طاغوت اور اس قسم کے دیگر مظاہر جو ہمارے حیدر شعور اور دماغ کے باہر ہیں۔ اس نفس فیر شاعر کے قوت سے مشابہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں ان واقعات کو سمجھ کر ان کو دیا جاتا ہے یا فوق الطور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا راز اسباب و دل میں کوئی چیز کلام الطور سے طبع نہیں ہے۔ (یعنی ہر دماغ میں خلوت کے تحت شعور نہ ہوتا ہے۔ گویا اس میں تو انہیں کا طبع

ہو۔ اگرچہ اس کو محسوس یا غیر محسوس ہوتا ہے۔ جن روحانی تجربات کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس کے لئے ہر نفس یکساں موزوں نہیں ہوتا۔ بلکہ مخصوص جن توگوں میں مشکل اور سلاط کا وہ ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے۔ وہ ان مشاہدات سے بہرہ ور نہیں ہوتے جو عادیہ دیکھا گیا ہے کہ ضعیف اور اعصاب توگوں خاص کر نور توگوں میں ان مظاہر و حوادث کو محسوس کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے ان کے عقلی یہ ہیں کہ یہ توگوں میں انہیں لانے کی قابلیت زیادہ ہوتی ہے بلکہ درحقیقت ان کا نفس اشاعر (اشعور) نفس شاعر (شعور) کے مقابلے میں زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اور یہ لوگ فرق اشعور و اقلات کا تجربہ۔ "سمانی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ اس کی ضرورت نہیں کہ "روحانیت" حاضریت اور باطن میں جتنے مشاہدات و تجربات ہو گئے ہیں ان میں سے بعض کو انسانی کپا جائے۔ کیونکہ محسوس کا مظاہرہ مل جاتا ہے تو ہر کوئی کمال شہوت کوئی دلیل راقی ہو یا یقین رکھے ہے بلکہ ہر حقیقت ہے میں حسی قوتیں کرتا ہوا اس کا دوسرا حصہ اس کا شعبہ وہاں کی باتوں کی معانی اور نظریہ ہونی کہ کردار کرتے چلے جائیں گے۔ مجھے تسلیم ہے کہ اس فن روحانیات میں اس قسم کی تریب کا ریاں کثرت سے ہوتی ہیں۔ جن کی سبب دکھا کر خود روش میں اپنے توگوں کی بھی کی نہیں۔ ہر راقی گیم ہانپتے اور وہ اس سے پہلے اس کا تعلق ہونا چکا ہے کہ ہر جاننے کتنے حقائق ایسے ہیں جو ان کی دیکھنے کے اندر انہیں ایک ہوا کرتا ہے۔ اور جن کو کلمہ میں لکھا گیا ہے کہ "حق تو اس قسم سے دیکھنا دماغ مال سے نہیں بلکہ ذوق و وجد سے" آج کل مادیت کا علمیت و جانیں دونوں دونوں کم زور پڑا جا رہا ہے۔ دماغ سمیرت اس نتیجہ پر پہنچنے لگا ہے کہ وہی کہ اس قسم (دو یا تین) حواس جن کی مدد سے ہم دیکھتے، سننے، چمکتے اور سمجھتے ہیں ان کا حال یہ ہوا ہے کہ کتب حقیقت ممکن نہیں یہ حقیقت کا کچھ حصوں کرنے یا دیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں کہتے ہمارے پاس ان کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کہ ہمارے دماغ کے محسوسات اور محسوسات (یعنی جو کچھ ہم محسوس کرتے ہیں۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں۔) کوئی حقیقت بھی کہتے ہیں؟ اگر کوئی مشکل (کلمہ پند) ان کو اس لئے اب قائل کہتے ہیں کہ حقیقت جلی نہیں جاکتی صرف محسوس کی جاسکتی ہے۔ اور اس کو محسوس کرنے کے لئے اس کی قوتوں کو مردانہ بننے کی ضرورت ہے جو ہمارے دماغ کی ذہنی ہیں۔ البتہ یہ بھی

ٹھہر کے شہر، پھلڑ کے پھلڑ، کھٹ کے کھٹ اور ہی کے الہات میں ظاہر ہوتی ہیں۔ خراس کے مشہور فلسفی برہسائے نے نہایت واضح طور پر ثابت کر دیا ہے کہ انسان کے عقل، حاسی اس لئے بنائے گئے ہیں کہ وہ ہستی کے اسرار کو سمجھ سکیں۔ اس کا نام انھما ہم دینے کیلئے اور ہماں کی ضرورت ہے یہ اور ہماں معلوم ہمارے نفس "خیر طبع" کے اندر کھجول، مصلیٰ بن رہتا ہے۔ عقل کی حیثیت کو محسوس کرنے کیلئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اس وجدان (ماخوذ قوت) کو جاریں اور اسکو اپنے تئیں کر کے اُٹھائے کاموقع دیں۔ ہر جہتوں میں شیفنا، یکو، "نکھ" کے کہہ دیکھا جو جب میں شعور کی شکل کو میٹھ کے لئے نہیں تو کبھی بھی کبھی دینا چاہئے ہمارے اندر سے صرف استغفر کی آیت حاصل آئی۔ بلکہ وہاں کے تمام ہلو سے انھوں نے سامنے دیکھ کر ہوا کیا گئے۔ مگر ہاں سبکی شہر ہے کہ

دیکھو کہ دنیا کدہ پاک کدہ
میرا دل اس کدہ کا ساک کدہ

(پہلے تم اپنے دل کے رنگ کو صاف کرو۔ پھر اس نور کا دراب کر سکتے ہو) جب تک انسان کی آنکھوں پر حس و ہوش کے پردے نہ ہوتے ہیں۔ اس قوت تک کہ اسکی حقیقت کی صرف ہر دلی سطح فکر اسکی ہر شکل میں صاف ہو جاتی ہے۔

مرچو

مالک گل میرے والدین پر رحمت

روحانی معاملات

حاضرات روح کی منتظر میں آپ سزا پھر کا نامس پکے ہیں جو پائٹن (امریکہ) کی رہنے والی تھی اور غریب تھی (ڈاکٹر ایک راتنگ اسکے رہنے راجوں سے پیدا ہوا کرتی تھی۔ اس کی خود ہی کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ استغفر کی حال میں گفتگو دیا کرتی تھی۔ جب وہ استغفر کی حالت سے باہر آتی تو اسے شدید تکلیف ہوتی۔ اس کا بیان تھا کہ یہ دیا۔ اس دن کے مقابل میں (یعنی استغفر کی حالت میں جو دیکھنا نظر آتی ہے) بعد ہی۔ درگاہ اسے مزہ نظر آتی ہے یہاں کی چیز یہاں (عالم روح) کی چیز اس کی نسبت کر دیا اور ضرورت لگتی تھی جب حال چہرہ کا

ہے ایک اور اس نے ہوش میں آنے کے بعد کہ کچھ تھوڑے لوگوں کی ضرورت تھی۔ کچھ اعلیٰ دنیا زیادہ تر خوب ہے تھوڑی ضرورت دیکھ کر کچھ لکھی آتی ہے۔ جسکی یہ کہ تم کو بعد سے ملو جو وہ ہوا میں کبھی گوارہ نہیں کر سکتی کبھی صورت کی تم بھی ہو۔ یہ تم کو ملے گا وہاں اس دنیا (عالم برزخ) میں ہر لوگ ہیں۔ وہ تم سے کچھ زیادہ ذرا نظر آتے ہیں۔ سزا پھر کا یہ کیا سا بھی ہے کہ جب میں اس دنیا سے قطع تعلق کر کے (بحالت استغفر) دوسری دنیا میں پہنچا ہوں تو وہاں کے لوگ مجھ سے شکام ہو گئے کہ جب معلوم ہوئے ہیں وہاں جب کبھی پہنچتے ہیں۔ مجھے کوئی پیغام ضرور دے دیتے ہیں۔ ڈاکٹر (Dr. Hadgson) نے جب سزا پھر کا احسان کیا اور اس کی قبر کو اس (مراسلات) کی تحقیق کی تو وہ اور اپنے ملک (فلسطینی) اور سرگئے لیکن کسی ساری کی تحقیق کو ترقی کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ دنیا روحانی مراسلے کوئی لوگوں نے کھنڈا ہے ہیں۔ اور وہ لوگ مرنے کے بعد رہتے ہیں۔ ڈاکٹر پاس کوئی عام آدمی نہ تھے۔ جو خوش مقامی میں جکا ہو کر برہمائی پر "اٹھتی" کھینچتا ہے وہ بلند پایہ فکرمند کا تحقیق اور علم اور دست برد تھے۔ یہ ضرور اس کے سزا پھر کے مراسلات کو چاہی اور وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ کسی طرح میں بر فریب اور مصروف نہیں ہو سکتے کیونکہ بے خودی کے عالم میں سزا پھر کو کچھ بتائی ہے یا گفتگو میں بھی نہیں آتی ہے۔ بعد اس کا مطلق اس کا علم کیا ہے کہ سزا پھر کے بار میں یہ رائے صرف ڈاکٹر پاس کی ہے اور یہ سمجھنا کہ اس کی میں ہے۔ جس نے اسے اسکا سامنے اور اسکے مراسلات کا مطالعہ کیا ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ واقعی مرے والوں کے بیانات ہیں جو انھوں نے سزا پھر کے قلم سے لکھوئے سزا پھر کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ دوسرے معمولات کی طرح عوامی ترغیبات سے بیحد انحراف نہیں کرتی تھی تو اس پر بھی عوامی فیصلہ جاری ہو جاتی ہے اور کبھی کوئی عوامی ترغیب کا کار نہیں ہوتی۔ وہ سزا پھر کا یہ کہہ سکتے ہیں کہ سزا پھر میں سزا پھر کی کی صلاحت موجود ہے۔ انکلی میں ہونا ہے کہ تعداد اور راز کے کے بغیر اس پر بے خودی کی حالت ظاہر ہو جاتی ہے۔ پھر اسے اس لئے لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ سزا پھر سے ملنے کی طرف اس کی گئی۔ متعجب یہ تھا کہ اس طرح سزا پھر کے اور اسے جو کے متعلق کچھ معلوم

جوتی، ڈاکٹر پرنس کی کردار سچائی اور کھدوا سے لگی۔ میں پھنس ہوں۔ (پاں ڈاکٹر پرنس) اس نے
تھمادی "دافنٹی" قمر حسن چپ ہو۔ سبز پیر (مسمو) اسے میں فحش جانا تھا ہوں۔ میں خوش
ہوں۔ یہاں آنا بہت دیر ہے۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ (پرنس) حضرات ادراج میں) کا نازا ستر
کم کھلا آئے تھے۔

عمر قمبر نہیں سکتا۔ عمر آج نہیں ظہر سکتا۔

۳۴ راتوں کی (۱۹۸۰ء) کمرہ جس میں ہادیہ جس حاضر تھی میں مجھے اس مرتبہ ہجرت کی روح نے آکر دکھائی کی جہاں معمول (مسز پائپر) کی دور سے کام لیں اور اپنے بچہ کا کچھ پڑا

[illegible]

(چراغ قہوی کی دیکھ کر جہود حیران رہتی ہے۔ وہ سوچتی کہ یہ دیکھ کر کسی کی کیا کہیں گے؟ تم کیا کہو رہے ہو۔ رات کی گم گم تیرا جہود کا رنگ ہے؟ وہ سوچ رہی ہے؟) (وفا کر پڑا ہوا ہے) (دیکھ کر ہاتھ قہر میں جیسے کے ساتھ پیکر Chochorwa کی شکل میں حیران کرتے ہیں۔) (وفا کر پڑا ہوا ہے) (دیکھ کر ہاتھ قہر میں)

مکے بعد ہی ڈاکٹر محسن باصرات میں سرپرست کے طور پر تھے جنھیں محسن کی روح نے اور سے بہتے تھے۔ ان کے جن سے ان لوگوں کی وفادار دوستی تھی۔ جب محسن اور ان کی بہن تھانہ رنگی سر کی کر رہے تھے۔ ڈاکٹر محسن (کی روح) نے کہا کہ مجھے وہ چھوٹا دار ہیں۔ جنھیں تمہاری ماں

[illegible][illegible]

سردار بکر کے روحانی معاملات آپ سے چلے۔ اس مسئلے میں ادا کتبہ ہونے لگی ہیں۔ یہ کہ وہاں یہ ہے کہ آواز انگاری کے! اور جو معمول کی رونا سے راحوں کے جو پتلا تھے ہیں۔ ۱۲

ہستیوں سے رہا پیدا کیا جا تا رہے۔

چند عملیات

مطابق ماہنامہ نوائے افغانی رجمہ یار خان سے لکھتے ہیں

[illegible]

کے جانتے ہیں۔ جناب مرزا صفی (گورگی کراچی) کی ایسے شمس القہار محاسن اور طاقتور مجاہدین ہیں۔ میں نے انھیں آزاد کارروائی کے ذریعہ مددوں سے رابطہ پیدا کرنے کی ہدایت کی تھی۔
گفتگو میں ہیں کہ۔

[illegible]

نیکم عرفان۔ آپ کیا سہر الشاد نیکم ہیں۔ آپ کاغذ پر لکھ دیجئے۔ (فکھو، جے)
جے۔ پھر فکھوں گی۔

س: آپ کو کیا ہے؟

ج۔ تیرے آپ مجھے یا نہیں کرتے۔ منقرض ہوتے ہیں۔

س۔ نہیں اچھا، تو آپ کا بہت یاد کرتے ہیں اور دیتے بھی ہیں۔

ج۔ شول کے نشہ سے ملے۔

میں

س۔ یتیم حرفان۔ میں حاضر ہو کر پھول چڑھاؤں گی۔

ج۔ نمینہ (عرقان صوفی کی شاعری شدہ لڑکی) نہیں آئی۔

حکیم مرغان۔ جس کا بھی حکم کہیں آئی۔ آپ اس کی شادی سے ناماخر تو نہیں۔

ج۔ میں کسی سے ڈرا نہیں ہوں۔

پیغمبرِ مہربان۔ اکیسویں صدی اسلام لرز رہی ہے۔

نکچہ ۱۱۔ مذکورہ بالا اہل بیت علیہ السلام کے چچا۔

[illegible]

قوت سے بچے کو چھینا کھائیں تیرے بھر حالات تو کونہ نہ رہ گئے۔ آج وہ اس کے گرد و پیش آباد تھی کہ وہ اپنا
 ہوئی۔ پھر وہ انہوں کو کھرب خرمن کی مٹھائیاں لگا دے گا۔ آخر کار ایک دن بچے نے باپ سے
 کہا کہ جاتی ہے آج وہ اس کہہ رہا تھا کہ تم میرے دوست ہو۔ میں بھی تمہیں جگہ نہ کروں گا۔ مگر سب
 کو ان کو کوئے وادہ کو تاننے سے گا کہ نہ آپ کی شخصیت کے ان کو نہ بچا۔ میرے صاحب میں کمال سے ہر
 ہی بچے کے۔ میرا وادہ ہے کہ میں تم کو کون کو ادا کر دوں گا۔ تم لوگ صرف اپنی ہی بات کی چا
 پنا کرتے کرو۔ چاہا تو آج تک تمہیں اس کی راج سے نہ رہا۔ میرا وادہ ہے۔

[illegible][illegible]

16. 11. 1977

ارادہ

ذکر کیا جا چکا ہے کہ آلاؤنگاری (فری رائیٹنگ) کے ذریعہ جدید سسٹمز سے چھامات حاصل

جہنمیں رہنے والے سب خوش رہیں۔ چاہتی ہوں کہ سب چاہے وہ سب چاہے وہ!

۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء

عش حاضر اثر شہزادہ کی۔ جس تقریر کی سچاسے پوری کیفیت تبدیل ہوئے گی۔ اور خود اچھے سچے
دو دھبے دھڑکی کے پاسے جذب ہوئے گئے تقریر پر ملاحظہ ہو۔ ہاں یہ عرض کر دوں کہ میری خوش
داسن و توجہ سے یہ مقرر حسین کا تعلق بھارت میں جس عسویٰ فوجی برادر سے ہے لہذا اللہ کی رحمت و عین کی

نیکم عرفان صوفی۔ اسی بیری طرف سے بھروسہ کی طرف سے اور صوفی صاحب کی طرف سے
 سلام علیکم

جی۔ اہلکم سلام۔ جیسے رہو۔ خوش رہو بچہ! ارے تم لوگ میرے کو درویش کیوں پریشان کرتے ہو۔

تجربہ مر قاتن۔ ہمارے استاد انھیں مراد پوری صاحب کہتے ہیں کہ تمہاری والدہ کچھ بے چین ہیں۔ مرنے والی کا سبب کیا ہے؟

جج۔ س سے کتا کہ میں نے سب کچھ کیا اور باقیاتحیر سے آپ کی یاد اور سب کچھ

تیکم مرغاں۔ آپ اب اس کو کوئی بیٹا نہ دینا چاہتی ہیں۔
 راج نہیں تیرا اب آئے کہ تو خدا آئے گا۔ بچھڑ دینا کہ پہل چڑھانے۔

جنگم مرگاہیں۔ ہم آپ کی تمام دشمنیوں کو کا دیں گے آپ پہلے ہیں۔
 (ایک دم فتنے میں تھرا کر) اب بہت سوز دہی ہے۔ میرے سامنے تمام ستیا کرو۔ مانتول

پڑھ لکھائی (کامیاب رہا کوئی اول سے آخر تک پڑھا۔) ہم نے بھی پڑھا۔
تجربہ کاران صوفی کا حساب کہ سام کئے ہیں اور اب سے مدافعی جائے ہیں کہ انہوں نے

”پہرہ زیبی کی تھی۔“

جاء حیرا آدمی (شوہر) بہت خدشہ ہے۔ کسی چیز پر یقین نہیں۔ اعتقاد ہی نہیں رکھتا۔ مذاق بہت ہے۔ میں ہمارے نہیں ہوں۔ میں نے معاف کر دیا مگر خدا نے معاف کیا۔

جنگمیر کا نام آپ کسی رشتہ دار کو کوئی بیٹا یا بیٹی کا نام لگا سکتے ہیں۔
راجہ انوار سے کہا کہ دو ننگے لڑکے ہیں آپ کی نام پڑاؤں دیا کر۔ جی ہاں وہ آپ کی فائزہ کی بیٹی ہے۔

جنگم عرفان۔ آپ وہاں پر تاری راہوں، دارا، پھولی، مائی تاجدار، دوفیرہ سے ملی تھیں۔

ملاقات ہاں حیرے داد اور صوفی کے عزیز رشتہ دار والدہ سب بہت آگے پیٹے گئے ہیں۔ میں بھی اب عامے ولی ہوں۔ میرے تاجاد ہاں بھی اسی طرح صدی ہیں۔ (جس طرح وہ پائیں تھے)

تکرم حرقان۔ آپ فمبذ کے حلق بکھتا مکی کیا کرول۔
 ن میں کیا کرکتی ہوں ہاں اتم اپنے استاد بحس امرادوی سے کہنا کہ وہاں کیلئے کچھ کریں۔

جائے تم ہونے کا پابان کیا تھا کہ وہ اس کی پریشانی کا خیال کر دیکھے ایک (لڑکی بھنی ٹھیکہ) ہر دو ہوئی۔ دیکھتے ہی تم کو بھی (بڑا درد) ہوا ہے کیا اچھا آج تو وہ پیر میں صوفی سے کہہ کر بولی رہی تھی۔ میری کہ ہمارے میں (یہ خطاب تکبر کا نشان ہے)۔

تکبر کا نشان۔ اسی میں نے نہ کہ کہ آپ کے حواشر شریف پر قدم برسی کر کے انہیں۔

جائے ہاں وہ یا صوفی کہ اس کو بھینس ہی نہیں ہے۔

تکبر کا نشان۔ نہیں کی اب سب دانتے ہیں۔ سب بھینس کرتے ہیں۔ ہم سب بھینس کرتے ہیں۔ لہذا ہم سب حواشر شریف پر آئے ہیں۔ چاہوں تو حواشر کی۔ جو کہ دن اور دو ہے۔ میری تم آپ کے لئے کیا کروں؟

جائے کچھ بھی چاہے جو کچھ چاہوں پر ہی (ناتوا) دیتا۔ چاہا اب میں جانوں گی۔ آج رات تم سب آرام سے سونا اور میں صاحب سے کہنا کہ اب میرے کو بھینس ۹۔ بھینس کے لئے پریشانی تھی۔ اب میں آرام کروں گی۔ چاہا اب جانی اور۔ میں صاحب کو میرا سلام کہتا چاہا اب جانی ہوں۔ اب آج کے بعد تکلیف نہیں۔ لہذا خدا حافظ دعا معاف! آپ نے میرے حرقہ صوفی کا جوں کی نہایا۔ اب جناب حرقہ صوفی کے قراءت سے مدد ملے۔

مرچو

اے مالک الدین کا فیض میرے والدین پر

رات کے گیارہ بجے حواشر شریف کی دروازہ فاتح کے بعد قید کے کوسہ سے حضرت مرشد علی سے قیود کی درخواست کی کہ راقیہ میں دیکھا کہ وہاں پہلی ہوئی ہیں۔ اور وہ۔ سے ایک شخص ہے۔ پھر دیکھا کہ وہ میں ہوا ہے۔ کوئی ساتھ ساتھ سال کا ہندو برہمن دیکھا۔ اور غیر اس نے ہاتھ جوڑ کر بیٹھے تھے۔ (اس کی منظر منظر سے میری) کہنے کا کہ میں سے اپنی لڑکی بہت علم کیا۔ وہ مسلمان ہوئی تھی میں نے اسے شادی نہیں کرنے دی وہ اس شخص میں مل گئی۔ بھوکھن مجھے معاف کرے۔ پھر دیکھا کہ اس شخص کو چاہی کہ میرا ایک لڑکی کہہ کر لہاں پہنچے لڑکی ہے۔ ہندو چاہی نے لڑکی کو کوشلیا کہہ کر لہاں کیا۔ اور کہہ کر کوشلیا پر تم جگہ گئے۔ یہ جو میں نے اس

لڑکی کی طرف دیکھا تو از حد تعجب ہوا کہ یہ تو وہی آنکھیں اور وہی چہرہ ہے۔ جو میں نے خوب میں دیکھا تھا۔ کوشلیا نے کہ ہم لوگ منہ در مستحقان کے رہے والے ہیں اس وقت یہاں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ میرا محبوب ایک مسلمان چاہی تھا۔ مجھے تمہارے حضرت گھر سے بہت تعظیم تھی۔ میں دل سے مسلمان ہوں۔ مگر میرے آپ کو کوئی اسلامی طریقہ نہیں آتا۔ میں صرف اللہ اور محمد کوئی رشتہ نہیں ہوں۔ مگر میری آتما ہے مجھ سے تم اپنے مہا (لڑکی کی)۔ کہنا کہ وہ میرے واسطے پراقتہ کر رہی۔ کہ میری روح کو کوشلیا ہے۔ اس کی کوشلیا میں سے اترنے کی حالت میں باپ اپنی کے لئے دروشر شریف پر مشورہ کر گیا۔ دونوں نے اصحاب مطہرین اور خوش نظر رہے تھے۔ چائے چائے کوشلیا سے آپ کو پوچھا کیا۔ دروشر شریف اور سفید گلاب کے پھول میری گود میں داخل دیکھے کہ کچھ لڑکی نہیں کی کہ توں میں ہم آپ اپنی کی طرف سے داخل دیا۔ دروشر شریف سے وہ کچھ لہو لہو کرتے چلے گئے۔

یہ جان ہے حرقہ صوفی کا اب بھینس لوگوں کے خطوط میں۔ میں اپنا کر دیکھتا ہوں تو سخت حیرت لگتی دھشت ہوتی ہے۔ نہ چاہتے ہیں۔ سب کیا ہے؟ کیا ہے؟ سب کیسا ہے؟ تعجب ہے کہ لوگوں کے سرائیے۔ خواہ اس دروشر دہشت میں یہ لڑکی کے ہاتھ چڑتا ہے۔ نفسانی طور پر تو اس کا ایک ہی سبب ہے کہ لڑکی کی حواشر پر مرچیں سناٹا استیلا کر دے۔ جو ہر شہ کے دروشر میں ایک روشنی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس کی رہنے کے سبب نفسانی سرائیہ میں حواشر کرنے والوں کو گناہ باطن سے اپنے مرشد یا استاد کا ہر رنگ میں طوطہ نظر آتا ہے۔ ہر حال اس معاملہ میں میرا کوئی تعلق نہیں تھا مجھ میں تو ہے کہ اس رول کے گلاب ہاں اور ہاں ہاں، ہر حال یہ سب نفسانی منظر ہے جس کی شرعاً قبر سے قاصر ہوں۔

اوراک ماورائے حواس

حرقہ صوفی نے حواشر اور اس کے سلسلے میں اوراک مارا ہے۔ E.S.P. پر بھی ہر گھنٹہ کی ہے۔ اوراک مارا ہے حواس کی تعریف ہے یہ کہ حواس جس کو استعمال کے بغیر کر کے بے حواس

پنجاب کے دیہات میں

بٹیر صاحب (کراچی) لکھتے ہیں

پنجاب کے دیہاتوں میں اکثر ایسے واقعات پیش آتے ہیں۔ یعنی بعض عورتوں پر کوئی بد روایہ (یا جنم) آجاتا ہے۔ اور ان پر درود پڑ جاتا ہے۔ اس دور کے کی حالت میں آسیب درود عورتوں سے خیر موسیٰ بھلائی کی ترغیب کی جاتی ہے۔ اور وہ آقا کا سوا ہو جاتے ہیں۔ اور کہیں جاسیے آپ کے شخص میں بڑے بڑے اعلیٰ ظرف اور بہت کرناہک پہنچی ہی سہ ہے۔ اور ایک صاحب جن کی عمر پچاس سے اوپر ہے۔ دہتے ہیں کہ ایک سید سے سارے سنی بزرگ ہیں اور سارے جوانی "یعنی جنم" کے عام سے مشہور ہیں۔ وہاں دروازے لوگ آتے ہیں۔ کراچی کے اعلیٰ پڑ پٹن رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو کسی نے وہاں دیکھا ہے۔ بھر کے اندر بائیں طرف کی دروازے سے ملک کر سائی کمر ہو جاتا ہے۔ اور اپنا سوال دہائی کر کے باجٹ پر لکھ کر دیوار پر دکھاتا ہے۔ دوسرا انسانی لہجہ میں جواب دے دیتا ہے وہاں کسی انسان کے چھپ کر باقی سبھی کی حکایت و سہ سہ کے بھاری کثرت کے پیچھے چھ کر جواب دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سب بڑے عام تو ہوں گی۔ مگر جب کسی میں آتا ہے ہر سے ایک دوست نے وہاں کہا کہ تم کے پاس کا کھانا کھانے کے لئے آؤ۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے کھانا کھا دیا۔

جاتا۔ آٹھ دن اور پچھلے حیدر آباد تو رہتا ہے۔ اسے کوئی شخص سے کھانا نہ کھاتا۔ وہ اپنی دھنیں روپے پیسے دیتی ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کا سوا ہے بھی ہے کہ تم فلاں شخص کو کھانا کرو۔ اس واقعے کے حلقہ میں آپ نے ایک دھیر کا غبار کیا تھا اور غالباً وہ نے ظاہر کی تھی کہ یہ شیرازہ (تکسیر شخصیت) کے مرتب میں ہیں۔ اور خود ہی اپنے دروہے کوٹ دھیر و ملک مقامات پر دکھانے کے ساتھ ہیں۔ اور خود انہیں پاتے ہیں اور وہی ہے کہ کوئی کارہی دہتی یہ کہتی ہے اس وقت مجھے بھی یہ واقعہ عجیب سا لگا تھا لیکن جیسے جیسے میں مجھے اور مشفق کے گاؤں بہر وال کلاس (کراچی لاہور) دیکھنے لگاں اسے انکشاف ہوئی کہ یہاں سے بہت سی باتیں اور میں جاننے کا اتفاق

ہوا۔ دوسری پہچانی لیکن اور پہچانی دیتی ہے۔ میری پہچانی حیدر زوریت کی عمر تقریباً ۲۳ سال ہے اور معمولی آدھوٹا لیکن ہمارا توں تک تعلیم پائی ہے۔ اور غرض قرآن پڑھا ہے چند سال کی عمر میں شادی ہوئی تھی۔ شوہر زمیندار کی کرتے ہیں۔ ہاں تو جب میں اس کے یہاں گیا تو پتہ چلا کہ گھر ششکلی اور اس کے ان کے گھر میں بھی اسی سلسلہ جاری ہے۔ جیڑا شہید حیدر آباد کے صاحب کو پیش آیا تھا۔ یعنی کسی کوں روپے کے نوٹ دیتے ہیں۔ یہی سوا ہے کہ میری پہچانی کے یہاں کے مطابق اس کا گھر گڑا تھا۔ پہلی میں ہوا ایک مات پینہ کی حالت میں ہوں محسوس ہوا کہ ایک عمر سید و بزرگ پاش درگ اس سے کہہ رہے تھے کہ بنی "مجھے سوا ہے" کی ضرورت ہے تم مجھے سوا دے پلا دے میری پہچانی حیدر زوریت سے محدث کی۔ اس سے ان کے ان جب دوا دینی تو کانوں کی بالوں کا غائب! ایک کچھ کھنٹا پڑا کہ بالوں کہاں غائب ہو گئیں۔ کون نے کہا کہ گھر میں کسی چور کے آنے اور کانوں سے بالوں اٹا کر کے لے جائے گا امکان نہ تھا۔ بہت پریشان ہوئی۔ مگر کچھ سارا نہ تھا۔ پانچ سات روز کے بعد دوسری درگ خواب میں دکھائی دیے کہہ رہے تھے کہ بنی "تم سے مجھے سوا ہے" دے دینے۔ لیکن میں تمہاری بالیاں دیکھ کر کہتا ہوں۔ میری بنی کی شادی پر وہ بچہ کی ضرورت تھی۔ اگر کچھ جب سوا دوسرا کوئی چنگ کے قریب یا بالیاں ہی نہ ہوئی ہیں۔ اس کے بعد اس عمر میں سید دہائی والے پرانی کی "مذکر میں شروع ہوئی۔" سوا دے دے اسی کے عالم میں اس نے کسی بزرگ اس میں کھنٹا اس میں حیدر لباس میں اس میں اس میں۔ وہ سمرات کو کھڑا کر دیا اور یہاں گھر میں اس چنگ پر بیٹھ کر حیات پار اور دھانک کر کے رہے ہیں۔ جہاں سوا دہوتی ہے وہ صرف حیدر کو نظر آتے ہیں۔ اور اسی سے بات کرتے ہیں۔ اور چنگ پر یا ساتھ کی بھر رہی ہیں (۱۰) وہ بچے یا سوا روپے کے نوٹ چھوڑ جاتے ہیں۔ اسکی تصدیق حیدر وہ شہر سے بھی کی۔ اور اس کی وہ کچھ میں کچھ کر دے پلائے اور دوسرا والا ایک کونک۔ تو ایک سوا روپے کا نوٹ دوسرے بچوں سے الگ اور پڑا ہوا تھا۔ وہ دیکھے جاسے علی حیدر وہ بچہ نے گئے کہ ایک کیوں کھولا اور اس میں سے نوٹوں کے بڑے کیوں نکالے؟ حیدر نے لاکھیا اور کہا کہ اپنی رقم کے نوٹ کھو۔ جب کئے گئے تو نوٹ اتنے ہی تھے۔ اور سوا روپے کا نوٹ نکلتا تھا۔ حالانکہ حیدر کے شوہر گڑا خود ہی وہ

مرچ

پر

روشنی نظر کرتی رہتی ہے۔ اس وجہ سے نیند نہیں آتی۔ جس مگر مردانہ ہادی
 ہم جی سے صبر ہو کر
 غصہ کی حالت طے ہو کر

عاصرات اوراق اور موکات کے سبب سے اس نے تجربات کئی کئی کئے تھے۔ ہاں بے شک۔
 بہت سے ذاتی طریقے تجربات سے آج رہا۔ چند تجربات عاصریں۔ پانچ ماہی سوئی ماروں
 ہمیں کے انیسویں سن (بگلی کے کارنگر) اسٹور کیر اٹھادو اداں میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ
 میرا بچہ امداد اللہ عمر ۲۰ سال مرض الموت میں مبتلا ہے اور میری کچھ اور بانی ہار کے بڑے
 بڑے لاکڑوں نے لاکھان قراقرم دے دیے۔ ہمیں پتہ چلا میں ہے۔ اسکے بچنے کی کوئی امید
 نہیں آپ عمل عاصرت کے درمیان متناہیں کہ اس وقت بچنے کا حل کیا ہے جیسے کہ مر گیا؟ میں
 نے اٹھادو اداں کے کہنے سے عاصرت کا عمل کیا۔ سوال کرنے پر جو بڑے بڑے مر یعنی پانچویں بار
 سے مار دے۔ اور درود دے۔ یہ بھی بتا دیا کہ اس بچے پر عرق کیا ہے۔ میں نے اس بچے کو بھی
 دیکھا تھا۔ اور وہ اچھے سے انتہ تھا۔ میں نے اسی وقت عاصرت موکات (جنات) کو کھڑا کر
 چاؤں اور چاؤ کا توڑ کر دو۔ چوکی (عاصرت کا ایک جن) گیا اور اس نے ایک قبرستان سے دو
 تھوڑے ٹکڑے لے کر ۱۲ سینے اس طرح میں لٹا دیے۔ ہر طرح سے آفتم ہو گئے۔ اگلے دن میں نے ان بچے کو
 ٹھکانے کر کے اپنے بچے کے ساتھ لے کر اپنے گھر لے گیا۔ وہ بچہ اب بچوں جیسے ہے۔ بڑا خوش ہے۔
 فوراً جواب دے کہ وہ قریب دروازوں وقت میں تھکتی ہے جس وقت قریب دروازوں دیا تھا۔ کہ بچہ ایک
 میرا درود قسم ہو گیا اب بالکل ٹھیک ہوئی۔ البتہ کڑوا رہی باقی ہے۔ وہ بھی شاد اللہ رہے ہو جائیں
 گی۔ چند روز کے بعد وہ لاکھ لکھ ٹکڑے لاکھ پرا گیا۔ اور اب ہمیں ہے۔ ہر اتوار کو کچھ سے ملے
 آج ہے۔ اور ادا اللہ عرض ہے۔ میری بھولی میں کسی کوئی تھی۔ اس نے شام کے وقت عاصرت کا
 مذاق لایا۔ کچھ ہی بعد اس نے کریم کی شیشی نکال کر میرے روم کی دروازے کو اس نے شیشی بہت
 تھان کی سیس سی۔ میں سمجھ کر کہ اس نے یہ چننا میں سے ہے۔ عاصرت کریم کی تو دیکھ کر
 ادوری چوکی کی ایک قبر (جن موک) کسی جنگل میں چھٹی کریم لاری ہیں۔ میں نے اسے عمر

دیا کہ کریم کی شیشی دابھی کر جاؤ تو اس نے کہا کہ انھیں بند کروں۔ ہم سب نے آنکھیں بند
 کر لیں آنکھیں کھول کر دیکھا کہ کریم کی شیشی سنگھار میرے دھڑکی ہے۔ شیشی پر انھیں کے تمام
 نکالتا دھڑکتے ہیں۔ وہ شیشی اٹھ کر انھیں بند کر لیں۔ کہ دیکھیں اب کیسے نے چائی ہے۔
 اگلے دن جب دیکھ تو شیشی موجود تھی کہ کریم نابھ تھی۔ ایک بار ہم نے روانی پکار کر شیشی دہر
 کے بعد دیکھا تو روانی نابھ تھی۔ محل عاصرات سے پتہ چلا کہ چوکی کے ایک موک (بھولے نام)
 نے یہ شرارت کی تھی۔ میں نے ایک بار کدہ دیا تھا۔ کہ بچوں کو کھانے پلانے نہیں۔ اس روز سے
 بچاں مارا اور ان کو کھانے پلانے لگے۔ ہر طرح میں سے کیا تو کھانے حاصل ہوئے بند ہو گئے۔
 ایک بار بچہ درویش چلا دیا تھا کہ اس کے کال میں چوکی کے ایک موک "اڈارنگ" نے کہا
 کہ موک پر جو چلدار رہیں پڑا ہے۔ یہ غلو بچے نے بنایا تھا۔ بچے کے ہاتھ میں آتے ہی وہ
 شبن کار میں گیا ایک بچہ چلا چلا کر آ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ میری کار ہے بچے نے وہ کار سے
 بچائی۔ اسکے ہاتھ میں کچھ کر دو کہ وہ سناپ بن گئی۔ پتہ نہ چلا۔ کہ وہ سناپ پھینک دی۔ حکم
 میرے بچے نے وہ سناپ لٹایا۔ سناپ ہر کار میں گیا۔ غرض اس طرح کے بہت سے واقعات
 آئے دن پیش آتے رہتے ہیں۔ میرے پاس اس قسم کی سزا چکر ہاں سور کے موک جنات
 ہیں۔ وہ کھانے کی طرح ہیں۔ ان سے ملنے میں ہیں۔ ادا اللہ انھیں چلا اس میں ایک
 میں مل کر دیکھ کر کہیں کھانے کے پس پر ہے۔ عاصرت کی قوت چلا کر اس کے پر کوئی درج مسئلہ
 ہے۔ عاصرت میں اس درج کو لایا گیا تو اس نے بچے سے ہم حکام ہو کر تیار کر کے ۱۹۴۷ء میں
 قتل عام میں شہید ہوا تھا۔ میں اور میرے بھائی اس جگہ سکھوں سے لڑے ہوئے رہے گئے
 تھے۔ یہی مکان کے بچے دفن ہیں۔ میں اپنے زمانے میں حال تھا۔ میں نے اس سے
 درخواست کی کہ آپ میرے عہد اپنے ہمیں دو میرے عہد آگئے۔ اور بچک کے ملنے کر سے میں
 رہنے لگے۔ دن سے عاصرت کے عمل میں لیاور موک کا کام بھی شروع کر دیا۔ رات دن اس
 کمرے میں سات سترہ ماہیں ملے ہو گئے۔ اب وہ لوگ (وہیں) عاصرت اور آجیب امر نے
 کے سبب سے بڑا کام دیتے ہیں۔ ہر وقت میرے مکان کے آس پاس ملتا دے دیتے ہیں۔ جب

آواز دیتا ہوں۔ آجائے ہیں اس ایسٹن کی ایک دور داستان سن گئے۔ مجھے آپ کی کتاب حاضرات ادراج (جلد اول) پڑھ کر کمل محاضرات ادراج کا شوق ہو۔ جہاں آپ کا اسٹیل کو مرتبوں پر آنا چاہتے۔ میرے پاس پانچ پانچ ہزار فیرو کوئی پڑھ نہ سکی۔ تینا میں نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اسوقت میرے پاس کچھ نہیں دیکھو بیٹھے ہوئے تھے۔ مترجم اور مترجم کے درمیان کا وقت تھا۔ میں نے ایک بچے کو پا کر اپنے پاس غالیں اور اس سے کہا تم کیوں کر مباحثہ سے کوئی ادراج کر رہی ہو تو ہمارے پاس محاضری دے۔ چند لمبے بھر میری میر کے سامنے ایک ادراج کھڑی تھی۔ اس نے اپنا نام محمد جان تھا۔ ادراج کو پچھ دیکھا کہ قلم۔ کسی قسم کی خوشنودہ۔ اسے میں کسی طرح سے انکی آمد کا احتیاج ہو صرف یہاں اس کا ہوا میں چٹا پین بچا ہو گیا ہے۔ جس سے یہ بھی فریق خواص ہو ادراج سے اس کا نام پڑا اور ایک درم معلوم کرنے کے بعد کہ ہمارے وہی حکیم غلط شاہ کی ادراج سے پاس جا کر کہہ کر آپ کا چھوٹا بھائی آپ کو یاد کر رہا ہے۔

منا چاہتا ہے چند منٹ کے بعد بھائی صاحب مرحوم کی روح آگئی۔ اور میرے سامنے کھڑی ہو گئی وہ سفید نکلن پہنے ہوئے تھے اور چہرہ دکھلا ہوا تھا۔ میں نے گزارش کی کہ وہ یاد دہانی میں آئیں چنانچہ اسی وقت ان کا ہاں تبدیل ہو گیا بھر نہ کی جس جو بیٹھتا تھا۔ وہی نظر سے لگا۔ پھر ان سے (بچے کے لیے) میری اس وقت پہلی ہی کھلی سلسلہ کا شروع ہوا۔ پہلے علم ادراج کے بعد ہی تصدیق کی گئی کہ اس سوال کی کتاب آپ کی حکیم مشعل کا دوسرا نسخہ ہیں انکی کھولا دے گا کہ نہیں ہوتا آپ اپنی زندگی میں کون کون سی دوسری استمال کرتے تھے۔ وہ اب اس کا علاج کس طرح کیا جائے۔ (بھائی صاحب حکیم تھے۔ اور اس کا انتقال ۱۲۷۷ھ سے دو کوہو تھا۔ یہاں سے فوراً بچے کے ذریعہ جواب دیا کہ یہ ساری عمر اسی طرح رہیں گی۔ ٹھیک نہ ہوں گی۔ تم جو در مناسب سمجھو لکھاؤ۔ مستقل ادراج کوئی نہیں میں سے سوال کیا کہ آپ اپنے گھر کب گئے تھے۔ تو فرمانے لگے۔ بہت عرصہ ہو گیا۔ جب اپنی چھوڑ دی تو یہاں کی چیزوں سے بھی یاد نہیں رہا۔ اس لئے گھر جانے کو ہی نہیں چاہا۔ پھر کچھ اور دیکھا ہو گیا۔ آخر میں سے انہیں رخصت کر دیا وصاحت کے لئے عرض کروں۔ کہ وہ ادراج صرف بچے کو نظر آتی تھی۔ اور سوال جواب کا ذریعہ بھی

وہی تھا۔ ہم سوال کرتے تھے۔ پھر ادراج کی طرف سے جواب دیتا تھا۔ اس شخص میں ایک اور واقعہ بھی گوش گزار کروں۔ ایک لڑکی گھر سے گارام ہو کر لاہور کے دارالامان میں چلی گئی وہ بہت سے لوگوں کے پاس کمال محاضرات کیلئے گئی۔ پھر بھی حرج کیا۔ آخر بہت دنگے کے کھا کر میرے پاس آئے۔ میں انہیں اپنے دارالنگہ دم میں لے گیا۔ وہاں کچھ لوگوں اور بھی موجود تھے۔ رات کے دس بجے کا وقت تھا۔ میں نے اسی بچے (وہی معلول) کو اپنے قریب بٹھا لیا۔ لوگوں نے ایک ایک پاؤں ادراج کو دیکھا۔

لوگوں سے سوراخا تھا چڑھی اور اس کا ثواب پاک دلوں کو بخشا پھر قریب سے گزرنے والی ادراج کو بلایا گیا۔ فوراً بچے نے ایک پاؤں ادراج کو دیکھا۔ جس نے اپنا نام بتلایا۔ اس کی بی بی کا انتقال ۱۲۹۹ھ میں ہوا تھا۔ بتلایا (بچے کی مصروفیت) کہ کیا کہ (فرار ہونے والی) لڑکی کی دادی کو کھالے جس صفت بعد بچے نے کہا کہ ایک ضعیف عورت میرے قریب صوبے پر بیٹھی ہے ضعیف عورت سے پوچھا گیا کہ تم اس لوگوں کو جو یہاں موجود ہیں جانتی ہو۔ معید کی روح نے کہا ہاں جانتی ہوں۔ اپنے نکاح میں میرا لڑکا بیٹھتا ہے۔ باقی طرف اس کا ساتھ ہے۔ اور ہمیں طرف اس کا دوست ہے۔ (میں ان تعلیمات کا کلم تھا) ہم نے جو صوبے سے حرج سوال کیا۔ کہ تمہارے بچے کی کیا بہت عرصہ تھا۔ اسے کب تک ادراج سے کہا کہ اس کی تعلیم معلوم ہے۔ جس کے روز کمال رفت و گئی لڑکی کو گھر سے بھی گئی۔ اس نے ادراج کی دوسری بیوی نے بچہ کو بہت مارا تھا۔ پھر یہ دونوں صوبے بیوی کی شادی میں چلے گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں بیوی کی ایک عورت آئی اور اس نے لڑکی کو خوشنودہ دیا کہ بختری اسی میں ہے کہ تم اس گھر سے چلی جاؤ۔ لڑکی نے بات مان لی۔ وہ عورت اس لڑکی کو گھر سے لگی۔ پھر اسے ایک اور عورت کے ساتھ لا کر بھیج دیا۔ کمن آدو کے نزدیک ایک مکان ہے اب وہ لڑکی اس مکان میں ہے۔ (دارالامان کی طرف اشارہ ہے) اس کے بعد دادی کی روح سے دارالامان کا پھر مدد ادراج بتایا اور یہ بھی کہ کہ مدد و مدد اے کے سامنے ایک بچہ کھڑا ہے اسوقت ہم یہ نہ کہنے لگے کہ یہ دارالامان کا ذکر کر رہی ہیں۔ کیونکہ میں سے اس وقت تک دارالامان کو نہ دیکھا تھا۔ خیر میں نے بھائی بولی کوئی کی دانسی کے لئے تھے

چو
پر

(نقل) کہہ پڑتا کہ کچھ یاد آئے اور بڑی بی بی کی مدوح سے کہا کہ اب آپ چلی چلتی کے پاس ملی جاؤ گے اور اس کی حفاظت کریں گے۔

اگلے دن پھر من مریحی کی مدوح کو طلب کیا گیا۔ اور معلوم کیا کہ بی بی کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ بی بی پر تالے (نقل) کے عمل کا اثر ہو رہا ہے۔ اور میرا مال باپ کو یاد کرتی اور دیکھ کر سے سر ٹکراتی ہے۔ خیر میں تم سے نہیں رخصت کر دیا۔ اور ہاشمیری شہ کی مدوح کو طلب کیا۔ (ان کا حراز جنگ دار فیلڈ) یہاں میں ہے تو وہ خطرے سے بچنے کے لئے درخواست کی۔ دارالامان کی لڑکی کے در سے میں کچھ بتا گیا۔ انہوں نے اس کی رازداری کی فہم لینے کی اور یہ بھی کہا کہ وہ کل تک آجائے گی۔ اب بی بی ہمارا گھر آئے ہیں۔ جو دوسرے نیکہ صورت آئی۔ اور اس نے کہا کہ میرے بی بی کی وفات کے بعد میرے ایک بی بی بھائی نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا اور سب بی بی بھائیوں کو مجبور کیا کہ مجھ کو خلافت تسلیم کر لیا جائے۔ سب نے تسلیم کر لیا۔ میں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ میں بخوبی جانتی تھی کہ وہ شخص ہرگز میرے بی بی صاحب کا حاکم مقام نہیں ہو سکتا۔ اسی دن سے پریشانوں اور مصیبتوں میں جھڑک رہی تھی۔ اور میرے لئے کوشش پھر دیکھی۔ میں نے کسی مدوح کو بلایا۔ فوراً اس کی ایک ایک بات کو دیکھ کر مجھے ہرگز نہ خبر ہوئی۔ اس کے بعد میں اس کی نقل دینی لگا۔ کہا کہ یہ میری بی بی ہے۔ اس کے بعد میں نے اس کی نقل دینی لگا۔ میں نے یہ بھی کہا کہ اس کو بھی جیو بیٹا ہے۔ اور اس کا شمار سب سے زیادہ پریشان ہے۔ اس کی تمام باتوں سے غیبت رہائی۔ اس کی مدوح کو بھی کہنے لگے کہ یہ باتوں میں حقیقت اور نہ سن ہو۔ لیکن تم میرا کچھ نہیں باز دیکھو۔ اور یاد رکھو کہ سب تک یہ مجھے نہیں دینے کی جوں سی متعجب رہے گی۔ اسے میں ایک اور مرد کی مدوح آگئی۔ بیٹے کے الفاظ جو محسوس کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ اور میرے قریب کھڑی ہوئی۔ بیٹے سے کہا۔ اب آپ سے کیا کہہ دے ہاتھ دینے۔ میں نے غسل ارش میں ہاتھ آگے کر دیا۔ ہاتھ پر خفیف سے ٹھٹھا محسوس ہوئی میں نے کہا کہ کثر بیٹہ دیکھیں۔ اور اس بی بی سے قریب بیٹھ گئے۔ میں نے طرف سے لئے درخواست کی تو کہا کہ کہاں اپنے بی بی کو بھی نہیں بچتے تھے۔ میں نے بیٹے سے اس کا طریقہ دریافت کیا تو اس نے کہا کہ وہ باغلی ٹیف اور کھڑور آتی

ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضرت! میرے ہر شرطے سوا لاہور میں آئے۔ جوانی کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کا طریقہ وہ آپ کے مجھے سے نہیں ملتا۔ فرمانے لگے کہ جس وقت تم نے ہیبت کی تھی۔ اس وقت کیا انتظام کرتے تھے۔ مجھے فوراً وہ الفاظ یاد آئے۔ ہیبت کی میں نے سوا لاہور میں آئے۔ ہاتھ پر سوا لاہور میں آئے۔ میں نے کہا تو کہ آپ سوا لاہور میں آئے ہیں اس پر بیٹھنے لگے۔ کہ خیال آئے۔ پھر خود ہی فرمایا کہ شروع میں میں تمہارے پاس نہ جاؤں۔ کئی تھی۔ اور پھر حاکم کی تھی۔ وہ بھی میرا میری تھا۔ اس نے یہاں سے واپس پر مجھ سے ملاقات کی۔ اور بتایا کہ تمہارے ساتھ یہ معاملہ روٹھ گیا ہے۔ اس نے میں تمہارے پاس پہنچا۔ آپ نے مجھے (بی بی کی طرف اشارہ) بہت ڈانٹا۔ میں نے اس سے اس سے نہ اچھو، میں نے نفی کی کہ اگر کیا کرے۔ ٹھیک ہو جائے گی۔ میں حضرت کے حکم صورت کو کھلی ہوا دیکھ کر دو۔ یہ صورت اس کا وہ دیکھ کر کہے۔ اور عورت مطمئن ہوئی۔ اس نے دیکھ کر شروع کر دی۔ اور اب آٹھ باغلی محتاج ہے۔ میری رازداری کی موت کے پہلے میں کچھ ٹھٹھا دیکھا تھا۔ میں نے اس سے (اس بیٹے کی صورت) رازداری کی مدوح سے رابطہ پیدا کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹاوی زندگی کی باتیں دینی میں رو چل ہیں۔ لیکن تم معلوم کرنا چاہتے ہو تو سن لو۔ کہ میری بہت بہت پریشان تھی۔ وہ بی بی تھی۔ مدوح میں ہر روز بار بار دیکھا کرتا تھا۔ ایک مکان کے اندر رہنے کا شغف تھا۔ میں نے ایک چکر نشان دیکھا کہ دیکھ کہ اس ہے۔ اس کو ایک بار دیا جان

مرحوم (عظیم مہاراجہ زنی شہ) کی مدوح کی کہ تم جو بیٹے غلام مکان میں حاکم کر رہے ہو۔ وہ اس ملک سے تھوڑے فاصلے پر ہے۔ اب حاضر سے کر دینا۔ اور نہ روک فحاشیات کریں گے۔ اور میرے محل کے اریہ اس بات کی تصدیق ہوئی۔ لیکن وہ دیکھ گیا۔ اس نے معاملہ نہ ہو سکا۔ اسے بار بار حاکمان کے تمام افراد کی امداد سے دیکھا تو کماحقہ ہو گیا ہے۔ کھڑو میں گولی سول جواب دیتی ہیں۔ جن سے یہ ایمان نہیں ہوتا۔ البتہ میں نکاح مکمل کر جواب دیتی ہیں۔ اور کسی کھی اگلے سے بھی کہنا دیتی ہیں۔ جہاں تک حاضرات افراد کے مسئلے میں میری کوشش کا متعلق ہے اور یہ برہماری ہیں میں نے اپنے بیٹے محمد علی کے بعد اور ایک اور بیٹی کو بھی حاضرہ کی کڑ ٹھٹھا

اکثریت زندگی بعد از مرگ کے امکان کو تسلیم کرنے لگی ہے۔ ڈاکٹر کارلس ارمز نے اس قسم کے ایک بڑا مطالعہ کی چھان بین میں کہا سلاخی ہو تم پر اہم نہیں لینے آئے ہیں بعض ایسے سائنس دانوں نے کہا کہ انہوں نے اس عالم میں خود حضرت عیسیٰ کی زیارت کی۔ ڈاکٹر ارمز۔ امریکن سوسائٹی فار سائنٹیفک ریسرچ کے سربراہ ہیں۔ ان تمام حقیقتات کی نگرانی کے فرائض انہوں نے اہتمام دیتے ہیں۔ اس کا ٹکڑا کسی ایک مشرب۔ جان کو بچنے سے تیار کیا جیسے یاد ہے کہ میں اپنے جسم سے باہر نکل گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر میری جان بچانے یعنی دوبارہ زندہ کرنے کی سرزد کو شش کر رہے ہیں۔ جب دیکھا کہ وہاں جسمانی طور پر مردہ مگر جیوا زندہ ہوں۔ تو مجھ پر دوبارہ لائق سیرت کی کیفیت طاری ہو گئی۔ لیکن بھئی ڈاکٹروں کی کو شش سے مجھے اپنے جسم خاکی میں وابستہ آنا پڑا تو بے حد تکلیف اور درد محسوس ہوا۔ ڈاکٹر مرخ کا بیان ہے۔ کہ انسبرک کے اس اجتماع میں ایک بڑا مہمل علم اور طب و نفسیات کے تحقیق مع ہونے لگے۔ ڈاکٹر مرخ کو اس حقیقت پر بھی کم کے نتائج سے اتفاق تھا۔ البتہ بعض نے سر کے بیٹھے دانوں کے پیادے کو مسترد کر دیا اور مطالبہ کیا کہ حیات بعد اموات کے ثبوت کے لئے زیادہ قلمح امور کا قلمی تردید شہادیں پیش کی جائیں۔ مگر یہ ممکن نہیں ڈاکٹر مرخ کہتے ہیں کہ روحانیت تو روحانیت ہمیں طبیعت میں کسی ان چیزوں کا مطالعہ کرنا ہے۔ جو آگم یا اکتا سے نظر نہیں آتیں بلکہ جتنا انکشاف ان کا ہوتا ہے البتہ محسوس اور مردہ مطالعہ ان سے کیا جاتا ہے جو کی عقل پرستی کرنا چاہیے ہے۔ چند سائنسدانوں نے ان واقعات کی توجہ سے طرح طرح کی ہے۔ یہ لوگ وہ ہیں۔ جن پر موت کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ اور ڈاکٹروں نے ان کی طبیعت کو امتحان کر دی تھی۔ مگر بعد کو ان کے تین مردہ میں جان پڑ گئی۔ سوال یہ کیا گیا ہے کہ موت کی حالت طاری ہونے کے بعد انہوں نے کیا دیکھا؟ ان کا کہنا ہے کہ وہاں کسی سب کا بیان ہے تھا۔ کہ موت کے بعد انہوں نے نہات مطلق کی دنیا اور فرشتہ انگیز کیفیت محسوس کی۔ اس عالم میں اپنے مرحوم عزیزوں سے ان کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ ہم قبر ہمارے لئے جگہوں کے حوضوں اور پتھروں کے دھڑے لائے ہیں۔ اس اجتماع میں سیکرٹری لینڈ کے ایک اہم قیمرات نے اپنے تجربات بیان کئے۔ یہ صاحب سڑک کے

ایک حادثے کا مظہر ہو گئے تھے۔ اور ان کی موت کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ زندگی باقی قلمی لگے۔ ان صاحب نے اعتراض کیا کہ قید ہم سے آزاد ہو جانے کے بعد۔ انہوں نے جب روحانی بنیاد محسوس کی۔ بعض نفسیات دانوں کا بیان ہے۔ کہ نوز میں نصف افراد جو ماحول نظر آتے ہیں۔ وہ درحقیقت ان کے ذہنی اظہار کا اور سماجی رویات کا عکس ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں بعد ویتنام اور امریکہ کے ان افراد سے اعتراف لے گئے۔ جو امریکی اٹھتے تھے یہ لوگ مختلف اظہار کا اور معاشرے سے قطع رکھتے تھے۔ تاہم حیرت یہ ہے کہ سب نے (ظاہری موت کے بعد) ایک جگہ چھوڑ دیا تھی دیکھی اور پھر اپنے کسرت جاواہلی کے سندرم میں غرق پایا۔ بہت سے مردہ دانوں نے اپنے مرحوم بننے والوں سے ملاقات کی۔ ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ نوز میں پانچ سو جڑواں اور دو تین دی جاتی ہیں شکار یا فتنے ان کے سبب یہ مرحوم قتل آتی ہے۔ کچھ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ چاگنی کے مرحلے میں دماغ آکسیجن سے خالی ہو جاتا ہے اور یہ بات کائنات نظر آتی ہے۔ انسبرک یہ کاغز "انج آف دی ورلڈ آرگنائزیشن" کے تحت منعقد ہوئی تھی۔ کاغز کے مباحث کا محور یہ ہے کہ زندگی بعد از موت کا موضوع مزید تحقیق کا مستحق اور باقی ہے۔ اور اب صرف باقی بات رہ گئی ہے کہ اس غیر معمولی نفسیاتی طبع (حیات بعد اموات) کی سائنسی تصدیق کے لئے کیا فراہم کیا جائے۔ یہ سب اور امریکہ کے جدید سائنسدانوں کی مطالعے کی ایک حقیقت اور نظر کا خلاصہ

کس شہلا ہزار دہائی ایم۔ ایس۔ سی (جامع آباد کے کسی کاغذ سے) لکھی ہیں کہ

انسبرک کا ٹکڑا کے بارے میں جو کچھ کہہ رہا ہے (اس سلسلے میں تذکرہ اور نام نے بہت کچھ لکھا ہے)۔ ہمیں اس تجربہ نفسیات کی روشنی میں کرنا چاہئے۔ نفسیات کی ایک طاہر حیثیت سے میرا خیال یہ ہے کہ نوز کے عالم میں جن مطالعات اور مطالعہ ہوں سے سائنس پڑتا ہے۔ یعنی نام نہاد موت کی حیثیت میں جو کچھ دیکھا اور سنا چاہے۔ وہ سب کے سب ہمارے لاشعور کی صدا ہے یا فتنہ ہوتی ہے۔ اور کچھ نفسیات کا لفظ منتفی ہی دل و دماغ میں قلمی چل رہی جاتی ہے اور وہ تمام کہناں یاد آ جاتی ہیں۔ جو ہم نے گہوارہ عقلی میں بنائے اور دماغوں سے بنی

تھیں۔ جب الموت کا صوبہ ہوا چمکے ہوئے غریبوں کا نگارہ جنت کی بشارت۔ جن بزرگوں سے ہماری مذہبی اقداریں وابستہ ہیں۔ ان کا مردے کی تسکین کے لئے تشریف لاؤ وغیرہ وغیرہ جو لوگ موت کے پہلے میں گرفتار ہونے کے بعد مصروفِ نفس (آکسیجن) بننے پر بائیں یا دوسرے میز بیکل ذرائع سے چمکے گئے۔ انہوں نے جو کچھ دیکھا یا سنا دوسرے ان کے لاشعور کا ڈرامہ تھا اور نہیں۔

جناب ارشد الرحمن (اسکالر انجیل A-B / 149 علامہ اقبال روڈ ایس ڈی ایچ ایس) لکھتے ہیں کہ جو لوگ موت کے حشر سے نکل کر آتے ہیں ان کے تجربہ بہت زیادہ وسیعہ اور کامل طور ہیں۔ درحقیقت نزع کی حالت میں دماغ کے اندر کاربن ڈائی آکسائیڈ (آکسیجن کی کمی کے سبب) استقرار ہو جاتی ہے۔ کڑائی کی محسوس مطلق اور شعور معطل ہو جاتا ہے اور اس کامل شعور کی میں اسے جو کچھ نظر آتا ہے۔ دوسرے کچھ اس کے اندر کے تصورات، تاثرات، تصورات اور تجربات کی شکل میں (بصورت خام مواد موجود ہوتا ہے) ذاتی طور پر میرا خیال ہے۔ کہ علم احتیاط (جب دم نکل رہا ہو) میں فکر آئے دلی جزیرہ کوئی حقیقت نہیں دیکھتے مگر اپنے کافور انسانی دماغوں کے آپ کا مضمون بڑھ کر مجھے طبعی آگاہی کہ یہ ہرگز اور انسانی دماغ میں کسی قدر مطابقت اور مطابقت پائی جاتی ہے کیونکہ انسانی دماغ میں کسی قدر مطابقت اور مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ ایک برقی اور ترکیبی ہے اور دماغ کو انسانی دماغی ذرائع (دماغی و جسمانی توانائی کچھ میں) میرے پاس ایک مہرہ Electro-Nic Calculator ہے۔ ایک دان میں نے اپنے استدلال کے کیلئے لکھا کہ اس معلوم ہوا کہ کسی بیرونی ذائقہ سے ہوا اس کے روشن ہونے بہت مدہم چمک رہے ہیں۔ بہر حال میں نے اس کو دیکھا ضرب تقسیم کے لئے استعمال کیا، جو ایات درست آئے۔ پھر کچھ لکھ لکھ پائیں مجھ گیا۔ ایک ایک پھر کچھ لکھ لکھ میں چمک پیدا ہوئی۔ اور شمار ۱۰۲۳۹۰۳۲ کی بجائے..... صفر ظاہر ہوئے اور اس کے بعد کچھ لکھ لکھ پائیں مجھ گیا۔ خیال رہے کہ یہ جزا غریبہ اور نظر آتے تھے ان کی کوئی Key نہیں دہائی گئی تھی۔ بلکہ یہ ہندسہ خود بخود ابھر آئے تھے۔ گویا برقی حساب Calculator طبعی موت سے دوچار ہو گیا

تھا۔ (برقی دو حلقے ہو چکی تھی)۔ تاہم کچھ لڑکی موت کے بعد یہ کرشمہ نظر آتا ہے کیا نہیں؟ نتیجہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب برقی حساب کی جسمانی موت واقع ہو چکی تھی۔ یعنی برقی رسید رسانی (سپائی) ترک ہو چکی تھی تو جاتے جاتے اچانک یہ ایک دفعہ روشن ہو کر پھر کسی سبب کے ایسی اوج پٹا تک محدودی عبارت کیوں ابھری؟ بلکہ کوئی Key وغیرہ نہ دہائی گئی تھی۔ پھر اسے سائنسی توجیہ کیا ہوگی۔ آپ غور فرمیں۔ کہ اس واقعے سے کسی قدر مطابقت ہے۔ نزع میں انسان تجربات و مشاہدات کو؟ چاہے یہ چلا کہ نزع میں انسانی جو کچھ دیکھا اور سنا ہے۔ وہ غیر حقیقی ہوتا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ گزرتے ہوئے تجربات کی پرچھائیاں۔ یا انسانی عقل کی ایک سب سے بڑی ہوا۔ یا نیچے ہوئے انسانی دماغ کی خارجی جھلک۔ یہ یہ کچھ صاحب اس بار سے میں میرا خیال!

☆ ☆ ☆
ختم شد

امین پر رحم فرما

Hazrat-e-Anwar



Written by :
Rais Amrohvi

مصنف کی دیگر کتابیں

- | | |
|--------------------|--------------------|
| 1 - جنات | 2 - جنات |
| 3 - عالم برزخ | 4 - عالم برزخ |
| 5 - انبیاء و ائمہ | 6 - انبیاء و ائمہ |
| 7 - انبیاء و ائمہ | 8 - انبیاء و ائمہ |
| 9 - انبیاء و ائمہ | 10 - انبیاء و ائمہ |
| 11 - انبیاء و ائمہ | 12 - انبیاء و ائمہ |



WELCOME BOOK PORT

Main Urdu Bazar, Karachi Pakistan

Tel: (92-21) 32632451, 32632452 Fax: (92-21) 32632453

Email: welbooks@hotmail.com

Website: www.welbooks.com

ISBN: 978-956-400-055-9